بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دفنِ میّت و زیارتِ قبور

تالیف

خادم دین اسلام

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ سیدھا راستہ ۔ لاہور

ملنے کا پتہ

جامع مسجد نگینہ

977-A [illegible] B-III [illegible] 042-36880027-28,0300-4274936

042-6823128,6846677,0300-4274936

Web:http://www.seedharastah.com

E-Mail: info@seedharastah.com

جملہ حقوق بحقِ مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	''دفنِ میت و زیارتِ قبور''
مؤلف	:	منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور
پروگرامنگ	:	محمد عثمان علی یوسفی
کمپوزر و ڈیزائنر	:	حافظ محمد عظیم احمد یوسفی، سیف الرحمٰن یوسفی
کمپوزنگ	:	ابوبکر کمپوٹر سینٹر. 6846677
پروف ریڈنگ	:	صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی، حافظ محمد رضوان یوسفی
سن اشاعت	:	جمادی الثانی ۲۰۰۹ء
ہدیہ	:	۶۰ روپے
ناشرین	:	صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com

ای۔ میل ایڈریس info@seedharastah.com

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
٢	جملہ حقوق۔	١
٣	فہرست مضامین۔	٢
٦	بفیضان نظر۔	٣
٧	عرضِ حال۔	٤
٩	انتساب۔	٥
١٠	دفنِ میّت۔	٦
١٠	سب سے پہلا قتل اور دفنِ میّت۔	٧
١١	قبر کی قسمیں۔	٨
١٣	دفن کرنے سے پہلے قبر کے پاس بیٹھنا۔	٩
١٤	میّت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں داخل کرنا۔	١٠
١٤	قبر میں کمبل ڈالنا۔	١١
١٥	میّت کو قبر میں اُتارنے کے لئے کتنے آدمی داخل ہوں اور وہ کون ہوں؟	١٢
١٦	سرکارِ کائنات ﷺ کی قبر شریف پر سُرخ بجری۔	١٣
١٧	قبر میں اُتارتے وقت کیا پڑھیں؟	١٤
١٧	میّت کو قبر میں کیسے رکھیں؟	١٥
١٨	کوہان نما قبر۔	١٦
١٩	قبر پر مٹی ڈالنا۔	١٧
١٩	قبر پر مٹی ڈالتے وقت کیا پڑھیں؟	١٨
٢٠	قبر بنانے کے بعد پانی چھڑکنا۔	١٩
٢١	قبر پر تلاوتِ قرآنِ مجید۔	٢٠

۲۱	امام احمد بن حنبل ﷺ کے رجوع کا واقعہ۔	۲۱
۲۲	قبر کے اردگرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا۔	۲۲
۲۳	قبر کے پاس کھڑے ہو کر تسبیح و تکبیر پڑھنا۔	۲۴
۲۴	ایک قبر میں دو، دو تین، تین دفن کرنا۔	۲۵
۲۵	قبر کی پہچان کے لئے نشان رکھنا۔	۲۵
۲۶	قبر کو درست کرنا۔	۲۶
۲۷	دفن کے لئے وصیّت کرنا۔	۲۷
۲۸	اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواہش۔	۳۰
۲۹	قبر پر سبز ٹہنی رکھنا۔	۳۱
۳۰	انبیاء کرام علیہم السلام کی تدفین۔	۳۲
۳۱	دفن کے بعد میّت والوں کے گھر آنا۔	۳۳
۳۲	جن ساعتوں میں مردوں کو دفن کرنا منع ہے۔	۳۵
۳۳	اِنسان اُسی زمین میں دفن ہوتا ہے جس سے وہ پیدا ہوتا ہے۔	۳۶
۳۴	میّت کو دفنانے کے بعد وصیّت۔	۳۷
۳۵	قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر وصیّت کرنا۔	۳۹
۳۶	قبر بنانے کے بعد کیا کہنا چاہیے؟	۳۹
۳۷	مردوں کو نیک لوگوں کے پاس دفنانا۔	۳۹
۳۸	تیسیر الباری میں ہے۔	۴۰
۳۹	حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔	۴۱
۴۰	جن سے قبر میں سوالات نہیں ہوں گے۔	۴۲
۴۱	ملکی سرحدوں کی حفاظت کرنے والا۔	۴۲
۴۲	شہید کو عذاب و سوال معاف۔	۴۲

۴۳	تین قسم کے لوگ جن سے قبر میں سوال نہیں ہوگا۔	۴۳
۴۴	جمعۃ المبارک میں وصال۔	۴۳
۴۵	قبروں پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت۔	۴۴
۴۶	قبروں پر بیٹھنے اور نماز پڑھنے کی ممانعت۔	۴۵
۴۷	حضرت عثمان نہدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔	۴۵
۴۸	قبروں میں جوتا اُتارنا۔	۴۶
۴۹	جوتیاں اُتار کر پھینک دیں۔	۴۶
۵۰	عذابِ قبر سے بچانے والی چیزیں۔	۴۷
۵۱	زیارتِ قبور۔	۴۹
۵۲	اجازتِ زیارتِ قبور۔	۴۹
۵۳	قبروں کی زیارت سے موت یاد آتی ہے۔	۵۰
۵۴	جمعۃ المبارک کے دن زیارتِ قبور۔	۵۰
۵۵	اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا روضۂ انور کی زیارت کرنا۔	۵۰
۵۶	راستہ میں واقع قبر کی زیارت۔	۵۱
۵۷	عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا ممنوع ہے۔	۵۲
۵۸	عورتوں کے لئے گھر سے نکلنے کی وجوہات۔	۵۴
۵۹	عورتوں کا زیارتِ قبور کرنا۔	۵۵
۶۰	قبرِ انور پر چہرہ رکھنا۔	۵۵
۶۱	زیارتِ قبور کے وقت کیا کہیں؟	۵۶
۶۲	مُردوں کا اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچاننا۔	۵۸
۶۳	دفن کے متعلق مسائل۔	۶۰
۶۴	مرنے کے بعد کلام۔	۶۰
۶۵	ضمیمہ فتاویٰ رضویہ شریف۔	۶۲

بفیضانِ نظر

قطبِ جلی ، پیرِ طریقت ، رہبرِ شریعت ،
نیّرِ اوجِ شرافت ، مصرِ محبت ، زبدۃ العارفین ،
پیکرِ صدق وصفا ، عاشقِ رسول ، فنا فی الرّسول ،
پروانۂ توحید ورسالت ، امینِ علم لدنی ،

حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی صاحب نگینہ

نقشبندی ، مجددی ، قادری ، چشتی ، سہروردی

قدس سرہ العزیز

مرکزِ انوار وتجلیات
آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۱۷۶ گ۔ب ، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

عرضِ حال

میّت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔ ایمان والوں کی قبریں بنتی ہیں۔ جہاں مسلمانوں کو دفن کیا جاتا ہے' اُس جگہ کو قبرستان کہتے ہیں۔ قبرستان مکہ مکرمہ میں بھی ہے جسے جنت المعلیٰ اور مدینہ منورہ میں بھی ہے جسے ''جنت البقیع'' کہتے ہیں۔ لاہور میں ''میانی صاحب کا قبرستان'' اور ''بدھو دا آوا'' مشہور قبرستان ہیں۔ ایسے ہی ہر شہر اور ہر ملک میں قبرستان ہوتے ہیں۔ فوت شدہ لوگوں کو دفنانا اور قبرستان جانا شرعاً جائز اور زیارتِ قبور رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا حکم ہے۔ قبرستان جانے کا نام قبر پرستی نہیں۔ قبر پرستی یہ ہے کہ قبروں کی پوجا کی جائے اور اُنہیں سجدہ کیا جائے۔ دینِ اسلام میں اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک کے سوا کسی کی عبادت جائز نہیں جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے سوا کسی اور کی عبادت کرتے ہیں وہ بالیقین قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں مشرک اور کافر ہیں۔ اُن کا دینِ اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر کوئی کلمہ گو کسی بزرگ یا قبر کو تعظیمی سجدہ کرتا ہے تو اہلسنّت وجماعت کے نزدیک گناہ کبیرہ اور حرام کا مرتکب ہے۔ جس کی اِصلاح اور تعلیم وتربیت ہونی چاہیے۔

حدیثِ پاک کی رو سے مومن کی قبر جنت کا باغ ہوتی ہے۔ پیر طریقت رہبر شریعت امینِ علمِ لدنی حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

گل مَن یوسف دی اے واعظ ایہہ سب نے ٹکڑے جنت دے
ایہہ روضے والیاں جہاں وی دھرتی تے تھاواں ہوندیاں نے

اولیاء اللہ کی قبروں کو شرک کے اڈے کہنا دینِ اسلام سے بے خبری اور محض جہالت ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی نالائق شخص اولیاء اللہ کے مزارات پر خلاف اِسلام حرکات کا مرتکب ہوتا ہے تو اِس سے صاحبِ مزار کے خلاف زبان درازی کرنا ہے اور مزارات کو شرک کے اڈے کہنا اِنتہائی کم فہمی ہے۔

کیا ایسے لوگ بتا سکتے ہیں کہ جب خانہ کعبہ بیت اللہ شریف میں تقریباً دو ہزار سال تک بت نصب رہے ہیں تو کیا خانہ کعبہ کو شرک کا اڈا کہا جا سکتا ہے؟ کیا رب ذوالجلال والاکرام یا رسولِ کریم رؤف ورحیم رحمۃ اللعالمین ﷺ نے کبھی بھی بیت اللہ شریف کو شرک کا اڈا فرمایا' یا رب ذوالجلال والاکرام اور سیّد المرسلین خاتم النبیین امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ چونکہ یہاں بت پرستی ہوتی ہے اس لئے ''خانہ کعبہ'' کو گرا دو' نہ خانہ کعبہ ہو(نعوذ باللہ) اور نہ یہاں شرک ہو۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں مزارات کو گرا دو' نہ مزارات ہوں' نہ مزارات کو سجدے کئے جائیں۔ کیا یہ کوئی ضابطہ اور اصولِ قرآنِ مجید اور احادیث مصطفیٰ ﷺ میں ملتا ہے۔ یقیناً ایسا نہیں ہے۔

قبروں کو گرانا اور اُن سے فوت شدہ لوگوں کو نکال کر درختوں سے لٹکانا اور نعشوں پر گولیاں برسانا' دینِ اسلام اِس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں یقیناً اُن کے نظریئے کا اِسلام سے کوئی تعلق نہیں یا ایسا کرنے والے نہ تو اِسلام کے داعی ہیں اور نہ ہی شریعتِ اسلامیہ سے واقف۔

دینِ اِسلام قبروں کی توہین سے روکتا ہے۔ قبروں کی تعظیم کا حکم فرماتا ہے۔ رسولِ کریم ﷺ کا حکم مبارک ہے کہ نہ قبروں پر بیٹھا جائے اور نہ ہی جوتے لے کر چڑھا جائے۔ تفصیل کتاب ھذا میں دیکھی جاسکتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہر کلمہ پڑھنے والے کو ''صراط مستقیم'' یعنی انعام یافتہ لوگوں کا راستہ نصیب فرمائے اور صحیح معنوں میں تصوّرِ اِسلام پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بارگاہِ ربّ ذوالجلال میں عاجزانہ دُعا ہے کہ اِس کتاب سے لوگوں کو فائدہ عطا فرمائے اور سخت گیر متشدد لوگوں کو حسنِ اخلاق اور فہم دین کی نعمت عطا فرمائے۔ آمین!

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

انتساب

یہ کتاب بندۂ ناچیز اپنے آقا اور مولیٰ حضور نبی کریم، رؤف ورحیم، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، صاحبِ قاب قوسین، محبوبِ رب العالمین، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بے مثال کی طرف منسوب کرتا ہے۔

جنھوں نے فرمایا ہے: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ

اِس حدیث شریف کا ترجمہ پیر طریقت رہبر شریعت امین علم لدنی حضرت قبلہ حاجی محمد یوسف علی نگینہ رحمہ اللہ تعالیٰ اِس طرح فرماتے ہیں:

خود اپنی شفاعت اُوہدے لئی واجب ہے کیتی سوہنے نے
جس عمداً روضہ تکیا اے اِک وار محمد مدنی ﷺ دا

نیاز آگین
منیر احمد یوسفی عفی عنہ

دفنِ میّت

''دفن'' کے معنی ہیں ''چھپانا'' مگر یہاں میّت کو قبرستان یا زمین میں گاڑ ھنے یا دبا دینے کا نام دفن ہے۔ اِسی لئے گڑھے ہوئے مال کو دفینہ کہتے ہیں۔ سب سے پہلے ہابیل کو دفن کیا گیا۔

سب سے پہلا قتل اور دفنِ میّت:

اِس دنیا میں سب سے پہلا قتل قابیل نے کیا کہ اُس نے اپنے بھائی حضرت ہابیل رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔ **فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ۝** [1] ''تو اُس (قابیل) کے نفس نے اُسے اپنے بھائی (حضرت ہابیل رضی اللہ عنہ) کے قتل پر اُبھارا تو اُسے قتل کر دیا اور خسارا پانے والوں میں ہوا''۔ (یہ قتل پتھر کے ذریعہ ہوا یہ قتل مکہ مکرمہ میں واقعہ ہوا۔ اُس وقت حضرت ہابیل رضی اللہ عنہ کی عمر بیس سال تھی۔ قتل کرنے کے بعد قابیل پچھتانے لگا کہ اب اپنے مقتول بھائی کی نعش کا کیا کروں؟ تو: **فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِى الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِىْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ** ''تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے ایک کوّا بھیجا زمین کریدتا کہ اُسے دکھائے کیونکر اپنے بھائی کی نعش کو چھپائے''۔ قابیل کے سامنے دو کوّے لڑے ایک نے دوسرے کو مار ڈالا پھر زندہ کوّے نے اپنی چونچ اور پنجوں سے زمین کریدی اور ایک گڑھا بنا کر مرے ہوئے کوّے کو اُس میں رکھا اور اُوپر سے مٹی ڈال دی۔ جب قابیل نے دیکھا کہ ایک کوّے نے دوسرے کوّے کو کس طرح دفن کیا ہے تو کہنے لگا: **يٰوَيْلَتٰٓى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوْءَةَ اَخِىْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝** [2] ''ہائے خرابی میں اِس کوّے جیسا

---

[1] المائدۃ: ۳۰۔ [2] المائدۃ: ۳۱۔

بھی نہ ہوسکا کہ میں اپنے بھائی کی نعش کو چھپاتا تو پچھتا تا رہ گیا۔"

میّت کو دفن کرنا فرضِ کفایہ ہے اور یہ جائز نہیں کہ میّت کو زمین پر رکھ دیں اور چاروں طرف دیواریں قائم کر کے بند کر دیں۔ (عالمگیری) [3]

قبر کی قسمیں:

قبر دو طرح کی ہوتی ہے ایک لحد یعنی بغلی دوسری شق [4] یعنی صندوق۔ دونوں قسم کی قبریں جائز ہیں لیکن زمین مضبوط ہو تو لحد افضل ہے۔ "اس وجہ سے کہ مردے پر مٹی گرانا اس میں نہیں ہوتا جو اکرام اور ادب کے خلاف ہے"۔ [5] یعنی میّت کے کفن پر مٹی گرانا درست نہیں۔

۱۔ حضرت ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا يَلْحَدُ وَالْاٰخَرُ لَا يَلْحَدُ، فَقَالُوْا اَيُّهُمَا جَآءَ اَوَّلًا عَمِلَ عَمَلَهٗ فَجَآءَ الَّذِيْ يَلْحَدُ فَلَحَدَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم [6]

"مدینہ منورہ میں دو شخص تھے' ایک بغلی (قبر) کھودتا تھا' دوسرا بغلی نہیں (بلکہ صندوقی)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ان میں جو پہلے آئے، وہ اپنا کام کرلے تو بغلی

---

[3] قبر و دفن کا بیان' بہارِ شریعت حصہ سوم۔ [4] شق کے معنی یہ ہیں کہ اوّل مستطیل زیادہ چوڑائی اور لمبائی کھودیں پھر اس کے درمیان میں دوسرا مستطیل لمبائی میں میّت کے قد سے کچھ زیادہ اور چوڑائی میں میّت کی جسمانی چوڑائی سے کچھ زیادہ کھودیں۔ گہرائی میں میّت کے نصف قد یا پورے قد کے مطابق کھودیں دوسرے مستطیل میں میّت کو قبلہ رو رکھیں۔ پھر قبر کو تختوں وغیرہ سے بند کر کے مٹی ڈالیں اور سطحِ زمین سے تقریباً ایک فٹ بلند رکھیں۔ یہی طریقۂ شق ہے اور یہی پاکستان اور برصغیر کا معمول ہے۔ (مفہوم از فتاویٰ رضویہ شریف' باب دفن میّت)۔ [5] حاشیہ ابن ماجہ از وحید الزماں غیر مقلد جلد ۱ص ۴۶۹۔ [6] شرح السنۃ جلد ۳ص ۲۶۴، ابن ماجہ ص ۱۱۳' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ص ۴۰۷' ۴۰۸۔

کھودنے والا ہی (پہلے) آیا جس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے بغلی قبر کھودی''۔

اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ صندوقی قبر منع نہیں' ورنہ حضرت سیّدنا ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی ایسی قبر نہ کھودا کرتے اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم اِن دونوں کو پیغام نہ بھیجتے اگرچہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قبر کھودنا جانتے تھے مگر وہ دونوں حضرات قبریں کھودنے میں بہت مشاق تھے۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اَللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَیْرِنَا [۷] ''بغلی قبر ہمارے لئے ہے، ہمارے سوا کے لئے صندوقی''۔ (مطلب یہ کہ ہماری قبرِ انور اِنشاءاللہ لحد ہوگی یعنی بغلی۔ ہمارے علاوہ بعض اُمتیوں کی قبریں صندوقی بھی ہوں گی۔ اگرچہ بغلی قبر بہتر ہے لیکن صندوقی قبر ناجائز نہیں)۔

۳۔ حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مرضِ وفات میں فرمایا: اِلْحَدُوْا لِیْ لَحْدًا وَانْصِبُوْا عَلَیَّ اللَّبِنَ نَصْبًا کَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ [۸] ''میرے لئے بغلی قبر کھودنا اور مجھ پر کچی اینٹیں کھڑی کرنا جیسے رسول اللہ ﷺ کے لئے کی گئیں''۔

بغلی قبر یہ ہے کہ پہلے زمین کو سیدھا کھودا جائے پھر قبلہ کی جانب میّت کے جسم کے مطابق کھودائی کی جائے اور جو دروازہ سا بن جائے، اُسے کچی اینٹوں یا پتھر سے بند کیا جائے کیونکہ یہاں بلاوجہ پکی اینٹ لگانا یا لکڑی لگانا مکروہ ہے۔

مسئلہ: جس جگہ اِنتقال ہوا اُسی جگہ دفن نہ کریں کہ یہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے خاص ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: تابوت کہ میّت کو کسی لکڑی وغیرہ کے صندوق میں رکھ کر دفن کریں یہ مکروہ

---

[۷] ترمذی جلد۱ ص۲۰۲، نسائی جلد۱ ص۲۸۳، ابنِ ماجہ ص۱۱۲، شرح السنۃ جلد۳ ص۲۶۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۳ ص۴۰۸، ابوداؤد جلد۲ ص۱۰۲، ابنِ ماجہ ص۱۱۲۔ [۸] شرح السنۃ جلد۳ ص۲۶۵، نسائی جلد۱ ص۲۸۳، مسلم جلد۱ ص۳۱۱۔

ہے مگر جب ضرورت ہو مثلاً زمین بہت تر ہے تو حرج نہیں۔ (بہارِ شریعت بحوالہ عالمگیری دُرِّ مختار)

مسئلہ: اگر تابوت میں رکھ کر دفن کریں تو سُنّت یہ ہے کہ اُس میں مٹی بچھا دیں اور دائیں بائیں کچی اینٹیں لگا دیں، لوہے کا تابوت مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت)

مسئلہ: قبر کے اُس حصّہ میں کہ میّت کے جسم سے قریب ہو پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے۔ آمین! (بہارِ شریعت بحوالہ عالمگیری وغیرہ)

دفن کرنے سے پہلے قبر کے پاس بیٹھنا:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ جَنَازَۃِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَانْتَھَیْنَا اِلَی الْقَبْرِ وَلَمْ یُلْحَدْ بَعْدُ فَجَلَسَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ وَجَلَسْنَا مَعَهٗ** [۹]

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کے جنازے پر گئے، جب ہم قبر پر پہنچے تو قبر ابھی تیار نہیں ہوئی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رو ہو کر بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھ گئے''۔ ابنِ ماجہ میں **وَزَادَ فِیْ اٰخِرِہٖ کَاَنَّ عَلٰی رُؤُوْسِنَا الطَّیْرَ** [۱۰] ''اِس حدیث شریف کے آخر میں یہ زیادہ ہے (ہم ایسے بیٹھے کہ) گویا ہمارے سروں پر پرندے تھے''۔

مسئلہ: میّت کے دفن سے قبل بیٹھنا جائز ہے۔ ہاں اُس وقت ہر قسم کی دنیاوی گفتگو یا کھیل کود میں مشغول ہونا بُرا ہے۔ یادِ الٰہی میں مشغول ہونا یا خوفِ قبر اور عذابِ قبر کے خیال سے غور و فکر کے لئے خاموش رہنا بہتر ہے۔

---

[۹] ابوداؤد جلد۲ ص۱۰۲، ابنِ ماجہ ص۱۱۲، مشکوٰۃ ص۱۴۹، نسائی حدیث نمبر ۲۰۰۱، مسند احمد جلد۴ ص۲۸۷، مرقاۃ جلد۴ ص۱۶۹۔ [۱۰] مشکوٰۃ ص۱۴۹۔

میّت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں داخل کرنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ دَخَلَ قَبْرًا لَیْلًا فَاُسْرِجَ لَهٗ بِسِرَاجٍ فَاَخَذَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَقَالَ رَحِمَكَ اللّٰهُ اِنْ كُنْتَ لَاَوَّاهًا تَلَّاءً لِلْقُرْاٰنِ [۱۱]

"نبی کریم ﷺ رات کے وقت قبرستان میں تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے لئے چراغ جلایا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے میّت کو قبلہ کی طرف سے لیا اور فرمایا، اللہ (تبارک وتعالیٰ) تم پر رحم فرمائے تم بہت زاری کرنے اور تلاوت کرنے والے تھے"۔ (امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اِس حدیث کو حسن فرمایا ہے)۔

مسئلہ: دُرِ مختار میں ہے: مستحب یہ ہے کہ میّت کو قبلہ کی طرف سے داخل کریں اس طرح کہ اُسی سمت سے اُتاریں۔ [۱۲]

مسئلہ: عورت کا جنازہ اُتارنے والے محارم ہوں یہ نہ ہوں تو دیگر رشتے والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اُتارنے میں مضائقہ نہیں (بہارِ شریعت بحوالہ عالمگیری)

مسئلہ: عورت کو کسی وارث نے زیور سمیت دفن کر دیا اور بعض ورثاء موجود نہ تھے اُن ورثا کو کھودنے کی اجازت ہے۔ کسی کا کچھ مال قبر میں گر گیا، مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو قبر کھود کر نکال سکتے ہیں اگرچہ وہ ایک ہی درہم ہو۔ (بہارِ شریعت)

قبر میں کمبل ڈالنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے، فرماتے ہیں: جُعِلَ تَحْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ دُفِنَ قَطِیْفَةٌ حَمْرَاءُ [۱۳] "جب رسول

[۱۱] مرقاۃ جلد۴ ص۱۶۳، ترمذی حدیث نمبر ۱۰۵۷، مشکوٰۃ ص ۱۴۸۔ [۱۲] دُرِ مختار باب صلوٰۃ الجنائز جلد۱ ص ۱۲۴، مطبع مجتبائی دہلوی (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ شریف)۔ [۱۳] نسائی جلد۱ ص ۲۸۳ حدیث نمبر ۲۰۱۲، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۶۹۴، مسلم حدیث نمبر ۹۶۷، ترمذی حدیث نمبر ۱۰۴۸، مسند احمد جلد۱ ص ۳۵۵۔

اللہ ﷺ کو قبرِ انور میں دفن کیا گیا تو آپ ﷺ کی قبرِ انور میں سُرخ کمبل ڈالا گیا"۔

یہ عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے غلام (شقران) بے تابی میں قبرِ انور میں داخل ہوئے اور سُرخ دھاری دار کمبل بستر کی طرح زمین پر بچھا دیا۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے اعتراض یا انکار نہیں کیا۔ لہٰذا یہ فعل شریف بالکل جائز ہوا۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ حضور نبی کریم ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے۔ شہداء اور اولیاء اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے قبر میں کچھ بچھانا درست نہیں' کیونکہ زمین نبی کریم ﷺ کا نہ تو جسم کھا سکتی ہے اور نہ ہی کفن و بستر، لہٰذا اِس میں مال کا ضیاع نہیں۔

مسئلہ: قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندشیں کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں اور نہ کھولیں تو حرج نہیں۔ (بہارِ شریعت بحوالہ جوہرہ)

مسئلہ: عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اُتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے سے چھپائے رکھیں نیز عورت کا جنازہ بھی ڈھکا رہے۔ مرد کی قبر کو دفن کرتے وقت نہ چھپائیں۔ (بہارِ شریعت)

میّت کو قبر میں اُتارنے کے لئے کتنے آدمی داخل ہوں اور وہ کون ہوں؟

حضرت عامر شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ کو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب' حضرت فضل بن عباس اور حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے غسل دیا اور اُنہوں نے ہی (حضور نبی کریم ﷺ کو) قبرِ انور میں رکھا راوی کہتے ہیں: مَرْحَبٌ اَوِ ابْنُ مَرْحَبٍ اَنَّهُمْ اَدْخَلُوْا مَعَهُمْ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ عَلِیٌّ اِنَّمَا یَلِی الرَّجُلَ اَهْلُهٗ [14]

[14] ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۲۔

''مرحب یا ابنِ مرحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اِن لوگوں نے حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے ساتھ شامل کرلیا۔ جب فارغ ہوئے تو امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ہر آدمی کے کام اُس کے گھر والے کیا کرتے ہیں''۔ دوسری روایت میں: عَنْ اَبِیْ مَرْحَب اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَانِ بْنَ عَوْفٍ نَزَلَ فِیْ قَبْرِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْھِمْ اَرْبَعَۃً ۱۵

''حضرت ابو مرحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور میں اُترے تھے۔ گویا میں اُن چاروں کو دیکھ رہا ہوں''۔ (یعنی امیر المؤمنین حضرت سیّدنا علی بن ابی طالب، حضرت فضل بن عباس، حضرت اُسامہ بن زید اور حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہم)۔

سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر سُرخ بجری:

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: فَقُلْتُ : یَا اُمَّاہُ اِکْشِفِیْ لِیْ عَنْ قَبْرِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَصَاحِبَیْہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا فَکَشَفَتْہُ لِیْ عَنْ ثَلَاثَۃِ قُبُوْرٍ، لَا مُشْرِفَۃٍ وَّلَا لَاطِئَۃٍ مَّبْطُوْحَۃٍ بِبَطْحَآءِ الْعَرْصَۃِ الْحَمْرَآءِ ۱۶

''میں نے (اُم المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ مومنہ مفسرہ رضی اللہ عنہا) سے عرض کیا' اماں جی! مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور اور اُن کے ساتھیوں کی قبریں (کمرہ کا دروازہ) کھول کر دکھائیں۔ آپ نے میرے سامنے تین (نورانی) قبروں کا دروازہ کھولا (تو میں نے دیکھا کہ مقدس) قبور نہ بہت اونچی تھیں اور نہ ہی زمین کے برابر تھیں۔ اُن پر میدان کی طرح سرخ بجری بچھی ہوئی تھی''۔

---

۱۵ ابوداؤد جلد۲ ص ۱۰۲۔ ۱۶ شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۷۱، مستدرک حاکم جلد۱ ص ۳۶۹، ابوداؤد جلد۲ ص ۱۰۳، فتح الباری جلد۳ ص ۳۲۸۔

اِس سے معلوم ہوا قبرِ انور کی اُوپر والی بیرونی سطح اوّل ہی سے محض کچی نہ تھی بلکہ اُس پر سرخ بجری بچھی ہوئی تھی۔

قَالَ اَبُوْ عَلِيِّ یُقَالُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ مُقَدَّمٌ وَ اَبُوْبَکْرٍ عِنْدَ رَاْسِہٖ وَعُمَرُ عِنْدَ رِجْلَیْہِ رَاْسُہٗ عِنْدَ رِجْلَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ [17]

''حضرت ابوعلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں 'لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آگے ہیں اور آپ ﷺ کے سر (مبارک) کے پاس حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) ہیں اور آپ ﷺ کے دونوں پاؤں (مبارک) کے پاس حضرت سیّدنا عمر فاروق (رضی اللہ عنہ) ہیں تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سر رسول اللہ ﷺ کے نورانی قدموں کے برابر ہے''۔

قبر میں اُتارتے وقت کیا پڑھیں؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ جب میّت کو قبر میں داخل فرماتے تو یہ کلمات پڑھتے:-بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ [18] دوسری روایت میں وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کے الفاظ ہیں۔ [19] ابوداؤد میں اِس طرح بھی ہے۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ [20] میّت کو قبر میں اُتارتے وقت آپ ﷺ یہ کلمات پڑھتے جاتے تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بہ نفسِ نفیس قبر میں اُتارا ہے اور یہ کلمات ہمیشہ پڑھتے تھے۔

میّت کو قبر میں کیسے رکھیں؟

میّت کو قبر میں رکھنے کا افضل طریقہ یہ ہے کہ میّت کو دائیں کروٹ لٹائیں اور

[17] ابوداؤد جلد۲ص ۱۰۳۔ [18] مسند احمد جلد۲ص ۵۹، ترمذی جلد۲ص ۲۰۲، ابنِ ماجہ ص ۱۱۲، شرح السنۃ جلد۳ص ۴۰۲، مشکوٰۃ ص ۱۴۸، شرح الصدور ص ۱۰۷۔ [19] ابوداؤد جلد۲ص ۱۰۲۔ [20] الفوائد المجموعۃ للشوکانی حدیث نمبر ۲۶۷۔

اُس کے پیچھے نرم مٹی یا ریت کا تکیہ سا بنا دیں اور ہاتھ کروٹ سے الگ رکھیں۔ بدن کا بوجھ ہاتھ پر نہ ہو اس سے میّت کو ایذا ہوگی۔

حدیث شریف میں ہے: اَنَّ الْمَیِّتَ یَتَاذّٰی مِمَّا یَتَاذّٰی بِهِ الْحَیُّ [۲۱] ”بے شک میّت کو اُس سے ایذا ہوتی ہے جس سے زندہ کو ایذا ہوتی ہے۔“ اور اینٹ یا پتھر کا تکیہ نہ چاہیے کہ بدن میں چبھیں گے۔ جہاں ایسا کرنے میں دقت ہو تو میّت کو چت لٹا کر منہ قبلہ شریف کی طرف کر دیں۔ اب اکثر یہی معمول ہے۔ اگر معاذ اللہ کسی کے مرنے والے کا منہ غیر قبلہ کی طرف رہا اور جسم سخت ہو گیا کہ پھر نہیں سکتا تو چھوڑ دیں اور زیادہ تکلیف نہ دیں۔ قبر کا فرش سیدھا ہونا چاہیے اونچا نیچا نہیں ہونا چاہیے۔ یعنی ڈھلوان کی صورت نہیں ہونی چاہیے دُرِ مختار میں ہے: وَیُوَجَّهُ اِلَیْهَا وُجُوْبًا وَیَنْبَغِیْ کَوْنُهٗ عَلٰی شِقَّةِ الْاَیْمَنِ [۲۲] ”واجب ہے کہ اُسے قبلہ رو کیا جائے اور اُسے دائیں کروٹ پر ہونا چاہیے۔“

سوال: قبر میں سے جس قدر مٹی نکلے وہ سب اُس پر ڈال دینا چاہیے یا قبر کو صرف بالشت یا سوا بالشت اُونچا کرنا چاہیے؟

جواب: صرف بالشت بھر یعنی ایک فٹ یا کچھ زیادہ۔

کوہان نما قبر:

حضرت سفیان تمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اَنَّهٗ رَاٰی قَبْرَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم مُسَنَّمًا [۲۳] ”میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ (انور) دیکھی، جو کوہان نما تھی“۔ (ڈھلوان نما جیسے اُونٹ کی کوہان)۔ اِس حدیث شریف کی بناء پر امامِ اعظم حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قبر ڈھلوان نما بنانا بہتر ہے۔ غالب اِمکان ہے، حضرت

---

[۲۲] ماخوذ از فتاویٰ رضویہ ”باب دفنِ میّت“۔ [۲۳] ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۲، مشکوٰۃ ص ۱۴۹، مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۵۴، بخاری حدیث نمبر ۱۳۹۰۔

سفیان رضی اللہ عنہ نے شروع زمانہ میں ہی قبرِ انور کی زیارت کی ہوگی۔ کیونکہ عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حجرۂ مبارک کھلتا تھا اور قبرِ انور کی زیارت عموماً ہوتی تھی۔ ۲۴

قبر پر مٹی ڈالنا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰی عَلٰی جَنَازَةٍ ثُمَّ اَتَی الْقَبْرَ فَحَثٰی عَلَیْهِ مِنْ قِبَلِ رَاْسِهٖ ثَلَاثًا** ۲۵ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنازے پر نماز پڑھی، پھر قبر پر آئے تو اُس پر سر کی طرف سے تین لپ مٹی ڈالی''۔

مسئلہ: سُنّت یہ ہے کہ دفن کے وقت قبر پر ہر مسلمان تین لپ مٹی ڈالے۔

حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے مرسلاً راوی ہیں: **اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم حَثَا عَلَی الْمَیِّتِ ثَلَاثَ حَثَیَاتٍ بِیَدَیْهِ جَمِیْعًا** ۲۶ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میّت پر اپنے دونوں ہاتھ (مبارک) سے تین لپ مٹی ڈالی''۔

قبر پر مٹی ڈالتے وقت کیا پڑھیں؟

مسند امام احمد میں ہے جب قبر پر مٹی ڈالی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے لپ پر (**مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ**) دوسرے پر (**وَفِیْهَا نُعِیْدُكُمْ**) اور تیسرے پر (**وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی**) پڑھتے۔ میّت پر تین لپ مٹی دینا اور اِن کلمات کو پڑھنا سُنّت ہے۔ ۲۷ باقی مٹی ہاتھ یا کھرپی یا پھاوڑے وغیرہ جس چیز سے ممکن ہو قبر پر ڈالیں البتہ جتنی مٹی قبر سے نکلی ہو وہ ساری مٹی ڈالنا مکروہ ہے۔

(بہارِ شریعت بحوالہ جوہرہ عالمگیری)

مسئلہ: ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے اُسے جھاڑ دیں یا دھو ڈالیں اختیار ہے۔

---

۲۴ مرآۃ جلد۲ ص ۴۸۷۔ ۲۵ ابن ماجہ ص ۱۱۳، مشکوٰۃ ص ۱۴۹۔ ۲۶ شرح السنۃ جلد۳ ص ۲۷۱۔
۲۷ مرآۃ جلد۲ ص ۴۹۴۔

مسئلہ: بحری جہاز پر اِنتقال ہوا اور کنارہ قریب نہ ہو تو غسل و کفن دے کر اور نماز پڑھ کر سمندر میں ڈبو دیں۔ (بہارِ شریعت)

قبر بنانے کے بعد پانی چھڑکنا:

۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

رُشَّ قَبْرُ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ الَّذِيْ رَشَّ الْمَآءَ فِيْ قَبْرِهٖ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَةٍ بَدَأَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهٖ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى رِجْلَيْهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِالْمَاءِ اِلَى الْجِدَارِ لَمْ يَقْدِرْ عَلٰى اَنْ يَّدُوْرَ مِنَ الْجِدَارِ [۲۸]

"نبی کریم ﷺ کی قبرِ انور پر پانی چھڑکا گیا۔ پانی چھڑکنے والے حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ نے پانی چھڑکتے ہوئے سرہانے کی طرف سے شروع کیا اور پائنتی تک پہنچ گئے"۔

۲۔ حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے باپ سے مرسلاً راوی ہیں: **اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَشَّ عَلٰى قَبْرِ ابْنِهٖ اِبْرَاهِيْمَ** [۲۹] "نبی کریم ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت سیّدنا ابراہیم (رضی اللہ عنہ) کی قبر پر (پانی سے) چھڑکاؤ کیا"۔

سوال: کیا عاشورہ کے دن پانی چھڑکنا بہتر ہے؟

جواب: عاشورہ کے دن پانی چھڑکنے کی تخصیص محض بے اصل و بے معنی ہے۔ اِس کام کے لئے کوئی دن معین نہیں ہوسکتا۔ لیکن دفن کے بعد پانی چھڑکنا مسنون ہے۔ اگر وقت گزرنے کے ساتھ قبر کی مٹی بکھر چکی ہو اور نئی مٹی ڈالی گئی اور بکھرنے کا اندیشہ ہو تو اِس غرض کے لئے قبر پر پانی ڈالا جائے کہ نشانی باقی رہے اور قبر کی توہین نہ ہونے پائے۔ دُرِّ مختار وغیرہ میں یہی علت بیان فرمائی گئی ہے تاکہ نشانی مٹ جانے کے سبب بے حرمتی نہ ہو۔ (مفہوم از فتاویٰ رضویہ شریف)

---

۲۸ مشکوٰۃ ص ۱۴۹، بیہقی فی دلائل النبوۃ جلد ۷ ص ۲۶۴، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۱۔ ۲۹ مشکوٰۃ ص ۱۴۸، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۱۔

WWW.SEEDHARASTAH.COM

سوال: اگر میّت کو قبر میں رکھنے اور مٹی ڈالنے کے بعد بارانِ رحمت برسے تو کیا پھر اور پانی ڈالنا چاہیے؟ کیا بارانِ رحمت سے فالِ حسن سمجھ سکتے ہیں کہ میّت جنتی ہے؟

جواب: بارانِ رحمت فالِ حسن ہے۔ خصوصاً اگر خلافِ عادت ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ شریف)

سوال: اِنسان کے مرنے کے بعد سے دفن ہونے تک کون سے چالیس سوالات میّت سے ہوتے ہیں؟

جواب: میّت سے تین سوالات دفن کے بعد ہوتے ہیں۔ اُس سے پہلے کوئی سوال حدیث شریف میں نہیں آیا۔ (مفہوم فتاویٰ رضویہ شریف)

قبر پر تلاوتِ قرآنِ مجید:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: **اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمْ فَلَا تَحْبِسُوْهُ وَ اَسْرِعُوْا بِهٖ اِلَی الْقَبْرِ وَلْیُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَاتِحَةَ الْبَقَرَةِ وَ عِنْدَ رِجْلَیْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ** ۳۰ ''جب کوئی فوت ہوجائے تو اُسے روکے نہ رکھو۔ اُس کو قبر تک جلدی پہنچاؤ اور اُس کے سر کے پاس کھڑے ہو کر سورۃ الفاتحہ شریف پڑھو (اور بیہقی کے لفظ ہیں اور قبر میں دفنانے کے بعد) قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر سورۃ البقرۃ کا شروع اور پاؤں کے پاس سورۃ البقرۃ کا آخری رکوع پڑھو۔''

(یعنی سر کی جانب کھڑے ہو کر **الٓمّٓ** سے **مُفْلِحُوْنَ** تک اور پاؤں کی جانب کھڑے ہو کر **اٰمَنَ الرَّسُوْلُ** سے آخر تک)۔

اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے رجوع کا واقعہ:

اِن (حضرت اِمام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ) سے منقول ہے کہ قبر کے پاس

---

۳۰ درمنثور جلد ا ص ۷۰، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۴۴، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۳۹۰، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱۲ ص ۳۴۰ حدیث نمبر ۱۳۶۱۳، مشکوٰۃ ص ۱۴۹، شرح الصدور ص ۱۰۷، مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۷۲۔

قرآن پاک پڑھنا بدعت ہے۔ یہ بات ہشیم نے نقل کی ہے۔ حضرت ابوبکر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ بات حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے ایک جماعت نے نقل کی ہے لیکن اس کے بعد اُنہوں نے رجوع کرلیا تھا۔

چنانچہ جماعت سے منقول ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے ایک نابینا شخص کو قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ قبر کے پاس قرآنِ مجید پڑھنا بدعت ہے (یہ بات سن کر) حضرت محمد بن قدامہ جوہری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اے ابوعبداللہ (یہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) مبشر حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا وہ ثقہ (با اعتماد) ہیں۔ حضرت محمد بن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مجھے حضرت مبشر حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے والد عبدالرحمٰن بن علاء کے بارے میں بتایا کہ اُنہوں نے وصیت کی تھی کہ جب اُن کا اِنتقال ہوجائے تو اُن کی قبر کے پاس سورۃ البقرۃ کی ابتدائی آیات مبارکہ (**الم** سے **هم المفلحون** تک) اور آخری حصہ (**لله مافى السموات** سے سورت کے آخیر تک) پڑھا جائے۔ اُنہوں نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اِس بات کی وصیت کی تھی۔ یہ سن کر حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جاؤ اُس شخص سے کہو کہ قبر کے پاس قرآنِ مجید پڑھے۔ حضرت خلال رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابوعلی حسن بن ہشیم بزار نے بیان کیا اور وہ ثقہ (معتمد علیہ) اور مامون ہیں۔ وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ اُس نابینا شخص کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو قبرستان میں قرآنِ مجید پڑھا کرتا تھا۔[31]

قبر کے اِردگرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا:

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **قَالَ لِابْنِہٖ**

[31] ''المغنی'' لابن قدامہ جلد۳ ص ۵۱۷۔۵۱۸۔

وَهُوَ فِیْ سِیَاقِ الْمَوْتِ اِذَا اَنَا مِتُّ فَلَا تَصْحَبْنِیْ نَائِحَۃٌ وَّلَا نَارٌ فَاِذَا دَفَنْتُمُوْنِیْ فَشُنُّوْا عَلَیَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ اَقِیْمُوْا حَوْلَ قَبْرِیْ قَدْرَ مَا یُنْحَرُ جَزُوْرٌ وَّیُقْسَمُ لَحْمُھَا حَتّٰی اَسْتَاْنِسَ بِکُمْ وَاَعْلَمَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِہٖ رُسُلَ رَبِّیْ ۳۲؎

''اُنہوں نے بحالتِ موت یعنی فوت ہوتے ہوئے اپنے بیٹے سے فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے (جنازے کے) ساتھ نہ کوئی نوحہ کرنے والی جائے اور نہ ہی آگ۔ اور جب تم مجھے دفناؤ تو مجھ پر آہستہ سے مٹی ڈالنا، پھر میری قبر کے اِرد گرد اِس قدر (یعنی اُتنی دیر) کھڑے رہنا جتنی دیر اُونٹ ذبح کر کے اُس کا گوشت بانٹ دیا جائے تا کہ تم سے مجھے اُنس ہو اور میں جان لوں کہ میں اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں''؟

اِس سے معلوم ہوا میّت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے اِرد گرد حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر میں میّت کو حاضرین کی جان پہچان ہوتی ہے۔ اِن کی موجودگی قبر کی وحشت کو دور کرتی ہے۔ قبر پر کھڑے ہو کر تکبیر پڑھنا، تسبیحات پڑھنا، میّت کو تلقین کرنا کہ اِس سے نکیرین کے سوالات کے جوابات دینے میں آسانی ہوتی ہے اور یہ سُنّت ہے۔ ۳۳؎

''بعد دفن اُتنی دیر بیٹھنا کہ ایک اُونٹ ذبح کیا جائے'' مسنون ہے۔ جیسا کہ محولہ بالا حدیث شریف میں ہے۔ اور زیادہ دیر یا زیادہ دنوں تک بیٹھنا ممنوع نہیں بلکہ وہاں لغو وبے ہودہ باتیں کرنے' ہنسنے' غفلت اور دل کو سخت کرنے والی باتیں اور حرکات سے بچیں اور تلاوت' دُورد خوانی اور اعمالِ حسنہ میں مشغول رہیں کہ یہ اُمور موجب نزولِ رحمت ہوتے ہیں اور زندہ لوگوں کے پاس ہونے سے مُردے کا دِل بہلتا ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں'

۳۲؎ مشکوٰۃ ص ۱۴۹' مرقاۃ جلد ۴ ص ۷۲' مسلم جلد ۱ ص ۷۶۔ ۳۳؎ مرآۃ جلد ۲ ص ۲۹۷۔

رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ ۳۴
"تم میں جو کوئی اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکے تو پہنچائے۔"

قبر کے پاس کھڑے ہو کر تسبیح و تکبیر پڑھنا:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ہم رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ اُن کی طرف گئے۔ جب نبی کریم ﷺ نے اُن پر نمازِ جنازہ پڑھ لی اور وہ اپنی قبر میں رکھے گئے اور قبر بنادی گئی تو: سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَبَّحْنَا طَوِيْلًا ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا فَقِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ سَبَّحْتَ ثُمَّ كَبَّرْتَ قَالَ لَقَدْ تَضَايَقَ عَلٰى هٰذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهٗ حَتّٰى فَرَّجَهُ اللّٰهُ عَنْهُ ۳۵

"تو نبی کریم ﷺ نے (بہت دفعہ) تسبیح پڑھی، ہم نے بھی طویل تسبیح پڑھی۔ پھر تکبیر کہی تو ہم نے بھی تکبیر کہی۔ عرض کیا گیا، یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اولاً تسبیح پھر تکبیر کس لئے پڑھی گئی؟ فرمایا: اِس نیک بندے پر قبر تنگ ہوگئی تھی حتیٰ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قبر کشادہ فرمادی"۔

یہ تنگیٔ قبر عذاب نہ تھا بلکہ قبر کا قانون اور پیار تھا۔ قبر مومن کو ایسے دباتی ہے جیسے ماں بچے کو گود میں لے کر دباتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی برکت اور تسبیح و تکبیر کے وسیلہ سے یہ تنگی دُور ہوگئی۔

مسئلہ: قبر پر تکبیر و تسبیح پڑھنا میّت کو مفید ہے اور نبی کریم ﷺ کی سُنّت ہے۔

۳۴ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۲۴، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۱۵، ۳۳۴، ۳۸۲، ۳۹۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۳۴۹، ۳۴۸، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۷ ص ۳۹۳، (طبع قدیم)، کنز العمال حدیث نمبر ۲۸۳۷۸، ۲۸۳۷۹، ۲۸۳۷۰۔ ۳۵ نسائی جلد ۱ ص ۲۸۳، مشکوٰۃ ص ۲۶، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۲، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۶۰، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۴۶، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۶ ص ۱۳ حدیث نمبر ۵۳۴۶، مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۲۹۔

مسئلہ: نبی کریم ﷺ قبر کے اندر کا حال بھی دیکھ لیتے ہیں۔ آپ ﷺ کے لئے کوئی شے آڑ نہیں۔ نبی کریم ﷺ کے قدموں کی برکت سے قبر کی مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔ یہ تکبیر و تسبیح ہماری تعلیم کے لئے تھی۔

ایک قبر میں دو، دو تین، تین دفن کرنا:

حضرت ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ یَوْمَ اُحُدٍ اِحْفِرُوْا وَاَوْسِعُوْا وَاَعْمِقُوْا وَاَحْسِنُوْ وَ ادْفِنُوا الْاِثْنَیْنِ وَالثَّلٰثَةَ فِیْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ وَ قَدِّمُوْا اَکْثَرَ مُوْاهُمْ قُرْاٰنًا** [۳۶]

نبی کریم ﷺ نے اُحد کے دن فرمایا کہ چوڑی، گہری اور اچھی قبر کھودو، ایک قبر میں دو دو تین تین دفن کرو"۔

مسئلہ: میّت کے لئے قبر خوب چوڑی ہونی چاہئے تاکہ اُس میں جسم پھنسے نہیں اور گہری بھی ہو۔ گہرائی مردے کے برابر یا کھڑے ہونے میں اُس کے برابر ہو اور قبر کو اندر سے خوب صاف کردیا جائے۔ اِس میں کوئی کنکر، کانٹا وغیرہ نہ ہو۔ بعض عشاق کہتے ہیں کہ قبر اتنی گہری ہونی چاہئے کہ قبر والا، قبر میں حضور نبی کریم ﷺ کی کھڑے ہوکر زیارت کرسکے۔

قبر کی پہچان کے لئے نشان رکھنا:

حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **لَمَّا مَاتَ عُثْمَانُ ابْنُ مَظْعُوْنٍ اُخْرِجَ بِجَنَازَتِهٖ فَدُفِنَ اَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ رَجُلًا اَنْ یَّاْتِیَهٗ بِحَجَرٍ فَلَمْ یَسْتَطِعْ حَمْلَهَا فَقَامَ اِلَیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَحَسَرَ عَنْ ذِرَاعَیْهِ قَالَ الْمُطَّلِبُ قَالَ الَّذِیْ یُخْبِرُنِیْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی بَیَاضِ ذِرَاعَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ**

---

[۳۶] مشکوٰۃ ص ۱۴۸، ابوداؤد حدیث نمبر ۳۲۱۵، ترمذی حدیث نمبر ۱۷۱۳۔

حِيْنَ حَسَرَ عَنْهَا ثُمَّ حَمَلَهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَأْسِهِ وَقَالَ اُعْلِمُ بِهَا قَبْرَ اَخِيْ وَاَدْفِنُ اِلَيْهِ مَنْ مَّاتَ مِنْ اَهْلِيْ ۳۷ ؎

''جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور اُن کی میت کو دفن کیا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پتھر لانے کا حکم فرمایا۔ وہ پتھر کو (بھاری بھرکم ہونے کی وجہ سے) نہ اُٹھا سکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُدھر تشریف لے گئے، اپنی (نورانی) آستینیں (مبارک) چڑھائیں، حضرت مطلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جس نے مجھے اِس واقعہ کی خبر دی وہ کہتے تھے گویا اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (نورانی) کہنیاں (مبارک) دیکھ رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پتھر اُٹھایا اور اُسے قبر کے سرہانے رکھ دیا اور فرمایا کہ میں اِس لئے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگاتا ہوں کہ اِنہی کے پاس اپنے فوت ہونے والے گھر والوں کو دفن کروں گا''۔

مسئلہ: اِس سے معلوم ہوا نشان کے لئے قبور کو پتھر سے پختہ کر سکتے ہیں نیز سرہانے پر پہچان کے لئے پتھر گاڑ سکتے ہیں۔

قبر کو درست کرنا:

حضرت ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں، اُنہوں نے فرمایا: جب ولید بن عبدالملک بن مروان کی حکومت کے زمانے میں (اُمّ المومنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے حجرۂ مبارک کی دیوار گری تو جب اُس کو بنانے لگے تو ایک پاؤں ظاہر ہوا (دکھائی دیا)'فَفَزِعُوْا وَظَنُّوْا اَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَمَا وَجَدُوْا اَحَدًا يَعْلَمُ ذَالِكَ حَتّٰى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ لَا وَاللّٰهِ مَاهِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مَاهِيَ اِلَّا قَدَمُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ ۳۸ ؎ ''لوگ گھبرا گئے' سمجھے کہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نورانی قدم مبارک ہے

---

۳۷ ؎ مرقاۃ جلد۴ص ۷۱۶' مشکوٰۃ ص ۱۴۹، ابوداؤد جلد۲ص ۱۰۱، شرح السنۃ جلد ۳ص ۲۷۲ (مختصراً)، ابن ماجہ ص ۱۱۳۔ ۳۸ ؎ بخاری کتاب الجنائز حدیث نمبر ۱۳۹۱، ۲۲۷' فتح الباری جلد۳ص ۳۲۶' عمدۃ القاری جلد۴ جز ۸ص ۲۲۲۔

اور کسی ایسے شخص کو نہ پایا جو اِس قدم مبارک کو پہچانتا ہو یہاں تک کہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا ہرگز نہیں! ''اللہ (عزوجل) کی قسم یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک نہیں ہے بلکہ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قدم پاک ہے''۔ بعد ازیں قبر مبارک کو درست کر دیا۔

سوال: قدیم قبر اگر کسی وجہ سے کھل جائے یعنی اُس کی مٹی الگ ہو جائے اور مردہ کی ہڈیاں ظاہر ہونے لگیں تو اُس صورت میں قبر کو مٹی دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اُس صورت میں اُسے مٹی دینا جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے کہ سترِ مسلم لازم ہے۔

سوال: قبرستان میں بوجہ بہت ویرانہ کے میّت کے ہڈیاں باہر نکل پڑیں تو ایسی حالت میں پختہ اینٹوں سے قبر از سرِ نو بنانی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اُن ہڈیوں کو دفن کرنا واجب ہے اور قبر میّت کے گرد پکی نہ ہو اُوپر سے پکی کر سکتے ہیں۔

دفن کے لئے وصیّت کرنا:

حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں' وہ اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ **اَنَّھَا اَوْصَتْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: لَا تَدْفِنِّیْ مَعَهُمْ وَادْفِنِّیْ مَعَ صَوَاحِبِیْ بِالْبَقِیْعِ لَا اُزَکّٰی بِهٖ اَبَدًا** ۳۹

''اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو وصیّت فرمائی کہ میرے فوت ہونے کے بعد مجھے اِن کے ساتھ (یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ) نہ دفنانا بلکہ مجھے میری سوکنوں

---

۳۹ بخاری حدیث نمبر ۱۳۹۱' فتح الباری جلد ۳ ص ۲۴۷' عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۲۶' عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۲۶۔

کے ساتھ (جنت) البقیع میں دفن کرنا میں نہیں چاہتی کہ آپ ﷺ کے ساتھ میری بھی تعریف ہوا کرے''۔ یہ بات آپ نے تواضع کا اظہار کرتے ہوئے فرمائی۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنِ الْأَوْدِيِّ قَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: يَاعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، اِذْهَبْ اِلٰى أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْ: يَقْرَأُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلَيْكِ السَّلَامَ، ثُمَّ سَلْهَا أَنْ أُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيَّ، قَالَتْ: كُنْتُ أُرِيْدُهُ لِنَفْسِيْ فَلَأُوْثِرَنَّهُ الْيَوْمَ عَلٰى نَفْسِيْ، فَلَمَّا أَقْبَلَ قَالَ لَهُ: مَا لَدَيْكَ؟ قَالَ أَذِنَتْ لَكَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، قَالَ: مَا كَانَ شَيْءٌ أَهَمَّ اِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ الْمَضْجَعِ، فَاِذَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُوْنِيْ ثُمَّ سَلِّمُوْا، ثُمَّ قُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَاِنْ أَذِنَتْ لِيْ فَادْفِنُوْنِيْ وَ اِلَّا فَرُدُّوْنِيْ اِلٰى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ، اِنِّيْ لَا أَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَاءِ النَّفَرِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَمَنِ اسْتَخْلَفُوْا بَعْدِيْ فَهُوَ الْخَلِيْفَةُ فَاسْمَعُوْا لَهُ وَ اَطِيْعُوْا، فَسَمّٰى عُثْمَانَ وَعَلِيًّا، وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ، وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ ابْنَ عَوْفٍ وَسَعْدَبْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ، وَوَلَجَ عَلَيْهِ شَابٌّ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أَبْشِرْ يَاأَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِبُشْرَى اللّٰهِ، كَانَ لَكَ مِنَ الْقَدَمِ فِي الْاِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتَ فَعَدَلْتَ، ثُمَّ الشَّهَادَةُ بَعْدَهٰذَا كُلِّهِ، فَقَالَ: لَيْتَنِيْ يَاابْنَ أَخِيْ وَذٰلِكَ كَفَافًا لَا عَلَيَّ وَلَا لِيْ، أُوْصِي الْخَلِيْفَةَمِنْ بَعْدِيْ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ خَيْرًا، أَنْ يَّعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ، وَاَنْ يَّحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأُوْصِيْهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِيْنَ تَبَوَّءُوْا الدَّارَوَالْاِيْمَانَ أَنْ يُّقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيُعْفٰى عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَأُوْصِيْهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهِ ﷺ أَنْ يُوَفّٰى لَهُمْ

بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَآئِهِمْ، وَأَنْ لَا يُكَلَّفُوا فَوْقَ طَاقَتِهِمْ [۴۰]

''حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، میں نے (امیر المؤمنین) حضرت (سیّدنا) عمر رضی اللہ عنہ کو اُس وقت دیکھا (جب وہ زخمی ہوئے) اُنہوں نے فرمایا: اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ) تو اُمّ المومنین حضرت (سیّدہ) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جا اور عرض کر کہ (امیر المؤمنین حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) آپ کو سلام کہتا ہے، پھر اُن سے عرض کر، کیا میں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہوؤں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ گئے اور ایسے ہی پیغام پہنچایا، (اُم المومنین) حضرت (سیّدہ) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے رکھی تھی مگر آج میں اُن کو اپنے اوپر مقدم رکھوں گی۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ لوٹ کر آئے تو حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا ہوا؟ اُنہوں نے عرض کیا: یا امیر المؤمنین، اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھ کو اس جگہ دفن ہونے کا بڑا خیال تھا، اتنا خیال کسی بات کا نہ تھا۔ جب میں مر جاؤں تو ایسا کرنا کہ میرا جنازہ اُٹھا کر لے جانا اور ام المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہنا اور عرض کرنا کہ (امیر المومنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) آپ کے حجرے میں دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے۔ اگر وہ اجازت دے دیں تو مجھے وہاں دفنا دینا ورنہ مسلمانوں کے مقبرے میں دفن کر دینا۔ دیکھو خلافت کا حقدار میں اُن چند لوگوں سے بڑھ کر کسی کو نہیں پاتا جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک راضی رہے ہیں۔ پھر یہ لوگ جس کو خلیفہ بنائیں، میرے بعد وہی خلیفہ ہے۔ اُس کی بات سننا اور اُس کا کہا ماننا۔ امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کا نام لیا اور ایک انصاری جوان کے پاس آن پہنچا وہ کہنے لگا اے امیر المؤمنین! آپ کو اللہ عزوجل کی طرف سے خوشی ہی خوشی

[۴۰] بخاری جلد اص ۱۸۶ کتاب الجنائز۔

ہے، خوش ہو جائیں ایک تو اِسلام میں آپ کا جیسا درجہ ہے وہ آپ جانتے ہیں پھر اس کے بعد خلیفہ ہوئے تو انصاف کرتے رہے۔ پھر ان سب کے بعد شہادت ملی۔ امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے بھتیجے! میری تو یہ آرزو ہے کاش یہ خلافت برابر سرابر اُتر جائے، نہ کچھ مجھے ثواب ملے اور نہ میرے اوپر کچھ وبال ہو۔ میرے بعد جو خلیفہ ہو میں اُس کو وصیت کرتا ہوں کہ اگلے مہاجرین سے بھلائی کرتا رہے، اُن کا حق پہچانے اور اُن کی عزّت کا خیال رکھے اور انصار کے ساتھ بھی بھلائی کرے جنہوں نے مدینہ منورہ میں جگہ لی اور ایمان پر ثابت قدم رہے یعنی اُن میں جو نیک ہے اُس کی نیکی کی قدر کرے اور جو اُن میں قصور کرے اُس کے قصور سے درگزر کرے میں خلیفہ کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور اُس کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ کا خیال رکھے اور (کافر) ذمیوں کا عہد پورا کرے، اُن سے نہ لڑے، اُن کے سوا دوسرے کافروں سے لڑے اور طاقت سے زیادہ اُن کو تکلیف نہ دے۔

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خواہش

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: اِنّیِ الارانی الاسئاکون بَعْدَکَ فَتَأْذَنَ لِیْ اَنْ اُدْفَنَ اِلٰی جَانِبِکَ قَالَ وَاِنّٰی لَکَ ذٰلِکَ الْمَوْضِعِ مَافِیْهِ اِلَّا قَبْرِیْ وَقَبْرُ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَفِیْهِ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ [۱] ''میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنا چاہتی ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت فرمائیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب مدفون ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ وہاں صرف میری قبر اور (حضرت) ابوبکر اور (حضرت) عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کی قبر کی جگہ ہے؟ اسی لئے اُمّ المومنین

[۱] عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۲۶۔

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہے' جب اُن سے **لَمَّا طَلَبَ مِنهَا اَنْ یُّدْفَنَ عُمَرُ** رضی اللہ عنہ **مَعهَا اَرَتُ لِنَفْسِیْ** [۴۲] اِس جگہ کے بارے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے کی اجازت چاہی گئی تو فرمایا: میرا اپنے لئے ارادہ تھا مگر میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو وہاں دفن کرنے کی اجازت دیتی ہوں اور اُن کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' **اِنَّ الْمَلَکَ الْمُوَکَّلَ بِالرَّحِمِ یَأْخُذُ النُّطْفَةَ فَیَجْعَلُ هَا بِالتُّرَابِ الَّذِیْ یُدْفَنُ فِیْ بُقْعَتِهٖ کَذٰلِکَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی مِنْهَا خَلَقْنَا کُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُکُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُکُمْ تَارَةً اُخْرٰی** [۴۳] ''جس جگہ کسی نے دفن ہونا ہو' فرشتہ وہاں سے مٹی لے کر عورت کے رحم میں نطفہ پر ڈالتا ہے پھر مٹی اور نطفہ سے بچہ بنتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اِسی مٹی میں تم کو لوٹائیں گے اور اِسی سے دوبارہ نکالیں گے۔''

قبر پر سبز ٹہنی رکھنا:

قبر پر سبز ٹہنی رکھنا نبی کریم ﷺ کا نورانی عملِ مبارک ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے جن کو عذاب ہو رہا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا: **اَنَّهُمَا لَیُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ** ''اِن کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں'' (یعنی جن کو تم بڑا گناہ سمجھتے ہو یہ باتیں تمہاری نظر میں بڑا گناہ نہیں' حقیر ہیں لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک بڑے سخت گناہ ہیں' جب ہی تو اِن کو عذاب ہو رہا تھا۔ **اَمَّا اَحَدُ هُمَا فَکَانَ لَا یَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَکَانَ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ** ''ایک اُن میں سے پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہیں بچتا

---

[۴۲] عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۲۸' فتح الباری جلد ۳ ص ۳۳۰۔ [۴۳] عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۲۶

تھا' دوسرا چغل خور تھا''۔ ثُمَّ اَخَذَ جَرِیْدَۃً رَطْبَۃً فَشَقَّھَا بِنِصْفَیْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِیْ کُلِّ قَبْرٍ وَّاحِدَۃٍ۔ ''پھر آپ ﷺ نے کھجور کی سبز ٹہنی لی' اُس کو درمیان سے چیر کر دو کیا اور ہر ایک قبر پر ایک ایک گاڑ دی''۔ فَقَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَا صَنَعْتَ ھٰذَا؟ فَقَالَ لَعَلَّہٗ اَنْ یُّخَفَّفَ عَنْھُمَا مَالَمْ یَیْبَسَا [۴۴] ''لوگوں نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک یہ خشک نہ ہوں گی اِن کو عذاب میں تخفیف ہوتی رہے گی''۔

فائدہ: اِس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ قبروں پر سبزہ لگانا جائز ہے۔ لہٰذا تر پھول بھی رکھ سکتے ہیں۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی تدفین:

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' جب رسولِ کریم ﷺ نے دنیا سے پردہ فرمایا تو آپ ﷺ کے دفن میں لوگوں نے اِختلاف کیا (یعنی کہاں دفنانا چاہئے)؟ تو امیر المومنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک بات سنی ہے کہ مَا قَبَضَ اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ یُحِبُّ اَنْ یُّدْفَنَ فِیْہِ فَدْفِنُوْہُ فِیْ مَوْضِعِ فِرَاشِہٖ [۴۵] ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے کسی نبی (علیہ السلام) کو وفات نہیں دی مگر اُس جگہ جہاں اُن کا دفن کیا جانا پسند تھا (لہٰذا) حضور نبی کریم ﷺ کو بستر (مبارک) کی جگہ ہی میں دفن کرو''۔

---

[۴۴] بخاری حدیث نمبر ۲۱۸، ۲۱۶، ۱۳۶۱، ۱۳۷۸، ۶۰۵۵' ترمذی حدیث نمبر ۷' ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۴۷، ۳۴۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۴۱۲' شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۸۰' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۱۳۸' مسند ابوعوانۃ جلد ۱ ص ۱۹۶' کنز العمال حدیث نمبر ۲۷۸۹۴' مسلم حدیث نمبر ۲۹۲۔

[۴۵] ترمذی حدیث نمبر ۱۰۱۸' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۹۶۳' کنز العمال حدیث نمبر ۱۸۷۶۱/۳۲۲۳۶' تاریخ الخلفاء ص ۶۷' مرقاۃ جلد ۱۱ ص ۱۰۹۔

دفن کے بعد میّت والوں کے گھر آنا:

سوال: لوگوں میں رسم ہے کہ دفن کر کے اُس کے مکان میں آتے ہیں اور کہتے ہیں فاتحہ پڑھ لو پھر کچھ پڑھتے ہیں اور ہاتھ اُٹھاتے ہیں یہ فعل کیسا ہے؟

جواب: اصلاً اِس فعل میں کوئی حرج نہیں کہ ایصالِ ثواب سے اَموات کی اعانت (یعنی مدد) اور اُن کے لئے دُعائے مغفرت ہے اور پسماندگان کو تسکین و تعزیت یہ سب باتیں شرعاً محمود اور روا (یعنی جائز) ہیں۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ شریف)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشادِ مبارک ہے **مَنْ عَزّٰی مُصَابًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ** [۴۶] ''جو کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے تو اُسے بھی اُس کی طرح اجر ملے گا''۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں' **مَنْ عَزّٰی ثَکْلٰی کُسِیَ بُرْدًا فِی الْجَنَّةِ** [۴۷]

''جو کسی مصیبت زدہ عورت کے بیٹے کی مرگ پر تعزیت کرے اُسے جنت میں عمدہ چادر پہنائی جائے گی''۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **مَامِنْ مُّؤْمِنٍ یُّعَزِّیْ اَخَاهُ لِمُصِیْبَةٍ اِلَّا کَسَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ حُلَلِ الْکَرَامَةِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ** [۴۸]

''جو مومن بھی کسی مصیبت پر اپنے بھائی کی تعزیت کرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُسے قیامت کے دن عزت و کرامت کا لباس پہنائے گا''۔

---

[۴۶] ترمذی جلد۱ص ۱۲۷' ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۶۰۲' تلخیص الحبیر جلد۲ص ۱۳۸' کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۶۰۸' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۷۳۷' مرقاۃ جلد۴ص ۱۹۲' شرح السنۃ جلد۳ص ۲۹۹۔ [۴۷] ترمذی جلد۱ص ۱۲۷' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۷۳۸' مرقاۃ جلد۴ص ۱۹۳' تلخیص الحبیر جلد۲ص ۱۳۸' کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۶۰۹۔ ۴۲۶۲۷۔ [۴۸] ابن ماجہ ص ۱۱۶' الترغیب والترہیب جلد۴ص ۳۴۴' تلخیص الحبیر جلد۲ص ۱۳۸' کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۶۱۵۔

سوال: کسی ایمان والے کے مرنے کے بعد کب تعزیت کرنی چاہیے؟

جواب: **فِی الْجَوْهَرَةِ ثُمَّ رَدِّالْمُحْتَارِ هِیَ بَعْدَ الدَّفْنِ اَفْضَلُ مِنْهَا قَبْلَهٗ الخ** ۴۹ ''جوہرہ پھر ردالمحتار میں ہے۔''دفن سے پہلے تعزیت کی بجائے دفن کے بعد تعزیت بہتر ہے''۔

سوال: کیا دفن سے پہلے جبکہ گھر میں میّت موجود ہو اہلِ میّت کے لوگوں کے لئے کھانا کھانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: کھانا حرام نہیں، غفلت حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ شریف)

سوال: کیا مالک کی اجازت کے بغیر اس کی زمین میں دفن کرنا جائز ہے؟

جواب: مالک کی اجازت کے بغیر اس کی زمین میں دفن کرنا حرام ہے۔ ایسا کرنے والے گنہگار ہیں۔ میّت اگر اس کی وصیت یوں کر گیا کہ چاہے مالک اجازت دے یا نہ دے مجھے وہیں دفن کرنا، وہ بھی سخت گنہگار ہے۔ اس میں استحقاقِ عذاب ہے۔ مالک کو اختیار ہے میّت کی نعش نکال دے اور اپنی زمین خالی کرے یا نعش رہنے دے اور قبر برابر کرکے اس پر جو چاہے بنائے چلے پھرے، تصرف کرے کہ قبر کی جو احادیثِ مبارکہ ہیں ایسی ناجائز قبر کے لئے نہیں ہیں۔ رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں **لَیْسَ لِعِرْقِ ظَالِمٍ حَقٌّ** ۵۰ ''کسی ظالم کی رگ کا کوئی حق نہیں۔'' دُرِّمختار میں ہے **لَا یُخْرَجُ مِنْهُ بَعْدَ اِهَالَةِ التُّرَابِ اِلَّا لِحَقِّ اٰدَمِیٍّ کَاَنْ تَکُوْنَ الْاَرْضُ مَغْصُوْبَةً وَّیُخَیَّرُ الْمَالِکُ بَیْنَ اِخْرَاجِهٖ وَمُسَاوَاتِهٖ بِالْاَرْضِ** ۵۱ ''مٹی ڈالنے کے بعد میّت کو قبر سے نہ نکالا جائے گا مگر کسی آدمی کے حق کے باعث مثلاً یہ کہ زمین غصب کی ہوئی ہو اور مالک کو اختیار ہوگا کہ مردہ کو باہر نکالے یا قبر زمین کے برابر

---

۴۹ ردالمحتار باب الصلوٰۃ الجنائز جلد ۱ ص ۶۰۴ ـ ۵۰ ابو داؤد جلد ۲ ص ۸۱، ترمذی حدیث نمبر ۱۳۲۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۶ ص ۱۴۲، ۹۹، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۱۴، جلد ۱۹ ص ۱۴، مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۱۷۴، دار قطنی جلد ۳ ص ۳۶، جلد ۴ ص ۲۱۷، تلخیص الحبیر جلد ۳ ص ۵۴ ـ ۵۱ درمختار جلد ۱ ص ۱۲۶۔

کردے"۔ (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ شریف) یہ اصل حکم فقہی ہے، مگر ایک مسلمان تو نرم دل ہوتا ہے اور دوسرے مسلمان خصوصاً میّت پر رحم دل ہوتا ہے: قَالَ اللّٰهُ تعالٰی رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۵۲؎ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: "وہ آپس میں رحم دل ہیں"۔ اگر وہ درگزر کرے گا، اللہ عزوجل اُس کی خطاؤں سے درگزر فرمائے گا، ربّ ذوالجلال کا فرمانِ عظیم ہے: اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۵۳؎ "کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہیں بخشے؟"

اگر وہ اپنے مردہ بھائی پر احسان کرے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس پر احسان فرمائے گا۔ اگر وہ اپنے مردہ بھائی کا پردہ فاش نہ کرے گا تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهٗ ۵۴؎ "جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا (اللہ تبارک وتعالیٰ) اُس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔" اگر وہ اپنے مردہ بھائی کی قبر کا احترام کرے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی زندگی اور موت میں اُسے احترام بخشے گا۔ اَللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ ۵۵؎ "اللہ (تبارک وتعالیٰ) بندے کی مدد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔"

جن ساعتوں میں مُردوں کو دفن کرنا منع ہے:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَنْهَانَا اَنْ نُّصَلِّيَ فِيْهِنَّ اَوْ نَقْبُرَ فِيْهِنَّ مَوْتَانَا حِيْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتّٰى تَرْتَفِعَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ حَتّٰى تَزُوْلَ الشَّمْسُ وَحِيْنَ تَضِيْفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوْبِ ۵۶؎

"تین ساعتیں ایسی ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ جنازہ اور میّت کو دفنانے سے منع فرمایا ہے۔

۵۲؎ الفتح:۲۹۔ ۵۳؎ النور:۲۲۔ ۵۴؎ مشکوٰۃ ۴۲۲۔ ۵۵؎ مسلم جلد ۲ ص ۳۴۵۔ ۵۶؎ نسائی جلد ۱ ص ۲۸۳، ترمذی حدیث نمبر ۱۰۳۰، ابوداؤد جلد ، مسلم حدیث نمبر ۲۹۳۔

۱۔ جب کہ سورج نکل رہا ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔

۲۔ ٹھیک دوپہر کو (زوال کے وقت) یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے۔

۳۔ جب سورج ڈوبنے لگے۔"

اِنسان اُسی زمین میں دفن ہوتا ہے جس سے وہ پیدا ہوتا ہے:

۱۔ بزار علیہ الرحمہ، اور حاکم علیہ الرحمہ نے اپنی اپنی کتابوں اور بیہقی علیہ الرحمہ نے "شعب الایمان" میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے گزرے تو دیکھا کہ چند لوگ قبر کھود رہے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے بارے میں پوچھا تو لوگوں نے عرض کیا۔ ایک شخص حبشہ سے آیا تھا تو وہ یہیں فوت ہو گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ سِيقَ مِنْ اَرْضِهٖ وَسَمَائِهٖ حَتّٰى دُفِنَ فِى التُّرْبَةِ الَّتِىْ خُلِقَ مِنْهَا** ۵۷؎ "اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں اِس کو اِس کی اپنی زمین سے نکال کر اِس مٹی (یعنی زمین) کی طرف بھیجا گیا ہے جس سے یہ پیدا ہوا تھا"۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: **اِنَّ حَبْشِيًّا دُفِنَ فِى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم دُفِنَ بِالطِّيْنَةِ الَّتِىْ خُلِقَ مِنْهَا** ۵۸؎ "ایک حبشی مدینہ (منورہ) میں دفن ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس زمین سے یہ پیدا ہوا اُسی میں دفن ہوا"۔

۳۔ حضرت مطر بن عکامس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اِذَا قَضَى اللّٰهُ لِعَبْدٍ اَنْ يَّمُوْتَ بِاَرْضٍ جَعَلَ لَهٗ اِلَيْهَا حَاجَةً** ۵۹؎ "جب اللہ (تبارک وتعالیٰ) کسی بندے کی موت کا فیصلہ فرما دیتا ہے تو اُس کی کوئی نہ کوئی ضرورت اُس زمین کی طرف پیدا فرما دیتا ہے"۔

۵۷؎ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۴۲، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۲۱، شرح الصدور ص ۱۰۳، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۷۶۸۔ ۵۸؎ شرح الصدور ص ۱۰۳، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۴۲، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۷۲۸۔ ۵۹؎ شرح الصدور ص ۱۰۴، ترمذی حدیث نمبر ۲۱۴۷۔۲۱۴۶، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۱۰۲، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۷۴۴۔

فُلاَنُ ابنُ فُلاَنَۃ فَاِنَّہٗ یَقُوْلُ ارشدنا رَحِمَکَ اللّٰہُ، وَلٰکِنْ لَا تَشْعُرُوْنَ، فَلْیَقُلْ اُذْکُرْ مَاخَرَجْتَ عَلَیْہِ مِنَ الدُّنیا، شَھَادَۃَ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَنَّکَ رَضِیْتَ بِاللّٰہِ رَبًّا، وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا وَّ بِالْقُرآنِ اِمَامًا، فَاِنَّ مُنکَرًا وَّ نَکِیْرًا یَّأْخُذُ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا بِیَدِ صَاحِبِہٖ، وَیَقُوْلُ: اِنْطَلِقْ بِنَامَا نَقْعُدُ عِنْدَ مَنْ لُقِّنَ حُجَّتَہٗ فَیَکُوْنُ اللّٰہُ حَجِیْجَہٗ دُوْنَھُمَا: قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! فَاِنْ لَّمْ یَعْرِفْ اُمَّہٗ؟ قَالَ یَنْسِبُہٗ اِلٰی حَوَّاءَ یَا فُلاَنُ بْنُ حَوَّاءَ ۶۳

''جب تم میں سے کوئی مر جائے اور تم اُس پر مٹی ڈال چکو تو کوئی ایک آدمی قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر پکارے' اے فلاں ابن فلانہ (اِس موقعہ پر خصوصی طور پر ماں کی طرف نسبت کی جائے گی جبکہ قیامت کے دن والد کے نام پر پکارا جائے گا) مردہ یہ بات سنے گا لیکن جواب نہیں دے گا پھر دوبارہ ایسے ہی پکارے تو وہ اُٹھ کر بیٹھ جائے گا پھر ایسے ہی پکارے تو میّت کہے گی کہ اللہ (عزوجل) تجھ پر رحم فرمائے مجھے ہدایت کی بات بتا لیکن تم اُس کی آواز نہ سن سکو گے تو باہر والے کو وہی کلمہ کہنا چاہیے کہ وہی کلمہ یاد کرو جو پڑھتے ہوئے تم دنیا سے آئے ہو یعنی اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اور یہ بات کہو کہ میں نے راضی خوشی اللہ (عزوجل) کو اپنا رب مانا' اور اسلام کو دین اور حضرت محمد ﷺ کو نبی ﷺ اور قرآن مجید کو امام مان لیا ہے۔ پس ایسا کہنے پر منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہتے ہیں کہ چلو ایسے آدمی کے پاس بیٹھ کر ہم کیا کریں گے کہ جس کو اس کی حجت بتادی گئی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ ہی اُس سے پوچھ گچھ کرے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اگر کسی کی ماں کا نام معلوم نہ ہو تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا تو اُسے جناب حواء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف منسوب کر دے گا'' اور کہے ''اے فلاں بن حواء''۔

۶۳ شرح الصدور ص ۱۰۸' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۸ ص ۲۹۸' تلخیص الحبیر جلد ۲ ص ۱۳۵' مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۳۲۴' جلد ۳ ص ۴۵' کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۴۰۶' ۴۲۹۳۴۔

قبر کے سرہانے کھڑے ہوکر وصیّت کرنا:

ابنِ مندہ علیہ الرحمہ نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اُنہوں نے بیان فرمایا ہے: اِذَا مِتُّ فَدَفَنْتُمُوْنِیْ فَلْیَقُمْ اِنْسَانٌ عِنْدَ رَاْسِیْ فَلْیَقُلْ یَاصَدِیَ ابْنُ عَجْلَانَ اُذْکُرْ مَا کُنْتَ عَلَیْهِ فِی الدُّنْیَا شَهَادَةَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ [۶۴] ''جب میں مرجاؤں اور تم مجھے دفن کر چکو تو ایک شخص میری قبر کے سرہانے کھڑے ہوکر کہے''اے صدی بن عجلان اُس کلمہ کو یاد کرو جو تم دنیا میں پڑھتے تھے''یعنی اَشْهَدُاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

قبر بنانے کے بعد کیا کہنا چاہئے؟

حضرت سعید بن منصور نے راشد بن سعد سے اور ضمرہ بن حبیب سے اور حکیم بن عمیر سے روایت کیا ہے کہ: اِذَا سُوِّیَ عَلَی الْمَیِّتِ قَبْرُهٗ وَانْصَرَفَ النَّاسُ عَنْهُ کَانَ یُسْتَحَبُّ اَنْ یُّقَالَ لِلْمَیِّتِ عِنْدَ قَبْرِهٖ یَا فُلَانُ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ یَا فُلَانَ قُلْ رَّبِّیَ اللّٰهُ وَ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ وَ نَبِیِّیْ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ یَنْصَرِفُ [۶۵] ''جب میّت کی قبر بن چکے اور لوگ وہاں سے جانے لگیں تو یہ کہنا مستحب ہے کہ اُس وقت میّت سے کہا جائے''اے فلاں تین مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو اور (یہ کہ) اے فلاں کہہ میرا رب اللہ (جل جلالہ) ہے اور میرا دین اسلام ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' پھر آجائیں''۔

مردوں کو نیک لوگوں کے پاس دفنانا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُدْفِنُوْا مَوْتَاکُمْ فِیْ وَسْطِ قَوْمٍ صَالِحِیْنَ فَاِنَّ الْمَیِّتَ

---

[۶۴] درمنثور جلد۵ ص۳۹' شرح الصدور ص۱۰۹ - [۶۵] ایضاً۔

يَتَأَذّٰى بِجَارِهِ السُّوْءِ كَمَا يَتَأَذّٰى الْحَيُّ بِجَارِهِ السُّوْءِ ٦٦ ''تم اپنے مردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو کیونکہ میّت کو بھی بُرے ہمسائے سے اُسی طرح تکلیف ہوتی ہے جس طرح زندہ کو بُرے ہمسائے سے''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اُس کو اچھا کفن پہناؤ، اُس کی وصیت جلد پوری کرو، اُس کی قبر گہری کھودو اور بُرے پڑوسی سے بچاؤ۔ عرض کیا گیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا آخرت میں صالح ہمسایہ نفع دیتا ہے؟ فرمایا کیا دنیا میں نیک ہمسایہ نفع دیتا ہے؟ عرض کیا، جی ہاں! فرمایا اِسی طرح آخرت میں بھی نفع دیتا ہے''۔ ٦٧

مسئلہ: صالحین کے قریب دفن کرنا چاہئے کہ اُن کے قرب کی برکت اُسے شامل ہوتی ہے اگر معاذ اللہ' مستحق عذاب بھی ہوتا ہے تو وہ شفاعت کرتے ہیں۔ وہ رحمت کہ اُن پر نازل ہوتی ہے اُسے بھی گھیر لیتی ہے''۔ ٦٨

تیسیر الباری میں ہے:

غیر مقلدین کے اِمام وحید الزماں لکھتے ہیں ''جب واجد علی شاہ بادشاہ اودھ فوت ہو گیا تو مولانا فضل الرحمان نے فرمایا واجد علی شاہ بخشا گیا۔ ایک اور دہلی کا بادشاہ جو سخت گنہگار تھا' مرتے وقت یہ وصیت کر گیا کہ مجھے حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار کے پاس دفن کر دینا، وہیں دفن کیا گیا۔ اُس کے مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا کہ حضرت نظام الدین اولیاء گڑگڑا کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کر رہے ہیں۔ یا اللہ (جل جلالک) وہ میرے پاس اِس اُمید سے آیا ہے کہ تو اِس کو بخش دے گا، اللہ (جل جلالہ) نے اُسے بخش دیا''۔ ٦٩

---

٦٦ کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۳۷۱' شرح الصدور ص ۱۰۵، حلیۃ الاولیاء جلد ۶ ص ۳۵۴' کشف الخفا للعجلونی جلد ۱ ص ۷۲۔ ٦٧ شرح الصدور ص ۱۰۵۔ ٦٨ ایضاً۔ ٦٩ تیسیر الباری جلد ۷ ص ۵۵۹ من وعن۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

ابن ابی الدنیا نے ''قبور'' میں حضرت عبداللہ بن نافع مزنی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے: مَاتَ رَجُلٌ بِالْمَدِیْنَةِ فَدُفِنَ بِھَا فَرَاٰہُ رَجُلٌ کَاَنَّہٗ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَاغْتَمَّ لِذٰلِکَ ثُمَّ اُرِیَہٗ بَعْدَ سَابِعَةٍ اَوْثَامِنَةٍ کَاَنَّہٗ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّةِ فَسَاَلَہٗ قَالَ: دُفِنَ مَعَنَا رَجُلٌ مِّنَ الصَّالِحِیْنَ فَشَفِیْعٌ فِیْ اَرْبَعِیْنَ مِنْ جِیْرَانِہٖ فَکُنْتُ فِیْھِمْ ۔ ؎ ''ایک شخص ایک شہر میں فوت ہو گیا تو اُسے ایک شخص نے دیکھا وہ جہنمی ہے تو اُسے غم ہوا پھر سات یا آٹھ روز بعد وہ خواب میں نظر آیا تو ایسا معلوم ہوا کہ وہ اہل جنت سے ہے۔ اُس سے معاملہ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اُس کے ساتھ ایک آدمی دفن ہوا ہے جس نے چالیس آدمیوں کے لئے شفاعت کی اُن میں سے ایک یہ بھی ہے۔''

سوال: جس قبرستان کی بوجہ کمی زمین اور مردوں کی کثرت تدفین سے یہ حالت ہوگئی کہ نئی قبریں کھودنے پر کثرت سے مُردوں کی ہڈیاں نکلتی ہوں تو ایسے قبرستان میں مُردوں کی ہڈیاں اُکھاڑ کر مُردوں کو دفن شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ اُس قبرستان کے متصل ایک قبرستان ہے جو اِن شکایتوں سے پاک وصاف ہے تو اِس کو چھوڑ کر خواہ مخواہ صرف اِس خیال سے کہ وہ اپنے آباء واجداد کے مدفن ہیں دفن کرنا کیسا ہے؟

جواب: صورت مذکورہ محض ناجائز وحرام ہے''۔

سوال: اگر کسی کے ہاں مرا ہوا بچہ پیدا ہوا تو اُس کو کہاں دفنانا چاہیے؟

جواب: اُسے مسلمانوں کے قبرستان ہی میں دفن کیا جائے گا۔

سوال: میّت کو دفن کرنے بعد لوگوں کو منتشر ہو جانا چاہیے یا گھر پر آ کر فاتحہ خوانی کر کے منتشر ہونا چاہیے؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ منتشر ہو جائیں اور میّت کے گھر جانے کو لازم نہ سمجھیں (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ شریف)۔ گھر والوں یعنی بہن بھائیوں اور قرابت داروں کے علاوہ عوام الناس منتشر ہو جائیں۔

؎ فتاویٰ رضویہ شریف (باب دفن میت)

جن سے قبر میں سوالات نہیں ہوں گے

ملکی سرحدوں کی حفاظت کرنے والا:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **رِبَاطُ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَّقِيَامِهٖ وَاِنْ مَّاتَ جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُهٗ وَاُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ وَاَمِنَ الْفَتَّانَ** [1] ''جو (صاحبِ ایمان) ایک دن رات اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ میں جہاد کے لئے سرحد پر مستعد رہا۔ (دشمن کے مقابلے کے واسطے) اُس کا یہ عمل ایک ماہ کے روزوں اور راتوں کے قیام سے اعلیٰ ہے اگر وہ اِس حال میں مر گیا تو وہ جو نیک عمل کرتا تھا اُس کا ثواب ہمیشہ اُس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا رہے گا۔ اُس کا رزق اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی بارگاہ سے اُس کو برابر ملتا رہے گا۔ اور (قبر میں) منکر ونکیر کے سوال سے محفوظ رہے گا''۔ (یعنی اُس سے منکر ونکیر سوالات نہیں کریں گے)

شہید کو عذاب وسوال معاف:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ لَقِيَ الْعَدُوَّ فَصَبَرَ حَتّٰى يُقْتَلَ اَوْ يَغْلِبَ لَمْ يُفْتَنْ فِيْ قَبْرِهٖ** [2] ''جس نے جہاد میں دشمن سے مقابلہ کیا اور مضبوط دل ہو کر لڑا، یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا یا دشمن پر غالب ہوا، اُسے قبر میں عذاب وسوال نہ کیا جائے گا''۔

---

[1] مسلم جلد۲ص ۱۴۲' شرح الصدور ص ۱۴۵' مشکوٰۃ ص ۳۲۹' مرقاۃ جلد ۷ ص ۳۲۷' نسائی حدیث نمبر ۳۱۶۷' مسند احمد جلد ۵ ص ۴۴۰۔ [2] شرح الصدور ص ۱۴۵، مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۳۲۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۴ ص ۱۸۷، کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۴۹۶۔۱۰۶۶۲۔

امام نسائی علیہ الرحمہ نے اپنی سند سے روایت لکھی ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: **مَا بَالُ الْمُؤْمِنِيْنَ يُفْتَنُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ اِلَّا الشَّهِيْدُ ؟ قَالَ : كَفٰى بِبَارِقَةِ السُّيُوْفِ عَلٰى رَاْسِهٖ فِتْنَةً** ۳
"یہ کیا بات ہے کہ شہید کے سوا ہر مومن قبر میں آزمائش میں ڈالا جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تلوار کی کاٹ اُس کے لئے بجائے عذاب وسوال قبر کے ہوگی"۔

تین قسم کے لوگ جن سے قبر میں سوال نہیں ہوگا:

ابو القاسم سعدی علیہ الرحمہ نے "کتاب الروح" میں لکھا ہے کہ صحیح روایات میں یہ لکھا ہے کہ بعض حضرات سے قبر میں سوال نہیں ہوگا اور اُن کے پاس منکر ونکیر نہیں آئیں گے، یہ حضرات تین قسم کے ہیں: (۱): ایک وہ کہ جنہوں نے ایسے اعمال کئے ہیں کہ جن کے باعث اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اُن سے عذاب اور منکر ونکیر کا سوال موقوف کر دیا ہے۔ (مثلاً وہ جو جہاد میں شہید ہو گئے)۔ (۲): وہ کہ موت کے وقت اُن پر ایسی سختی کی گئی کہ اُس کے عوض عذاب وسوال اُٹھا دیا گیا۔ (۳): وہ کہ جو ایسے دن دنیا سے جائے کہ اُس دن عذاب وسوال نہیں ہے۔ (مثلاً جمعۃ المبارک کا دن یا رات)۔ ۴

جمعۃ المبارک میں وصال:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ** ۵

---

۳ شرح الصدور ص ۱۴۵، قرطبی جلد ۲ جز ۴ ص ۲۱۹، کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۶۱۰۔ ۱۱۱۳۸، درمنثور جلد ۲ ص ۹۹۔ ۳۲۴، جلد ۴ ص ۸۴ (طبع قدیم)۔ ۴ شرح الصدور ص ۱۴۵۔ ۵ مسند احمد جلد ۲ ص ۱۶۹، ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۵، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۳۶۷، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۷۳، مشکل الآثار جلد ۱ ص ۱۰۹۔ ۱۰۸، کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۰۴۵، شرح الصدور ص ۱۴۷، کتاب الروح ص ۱۰۹، مسند احمد جلد ۲ ص ۱۶۹، مرقاۃ جلد ۳ ص ۴۱۵۔

"جو مسلمان شخص جمعۃ المبارک کے دن یا جمعۃ المبارک کی رات کو فوت ہو، وہ فتنۂ قبر (عذاب وسوال) سے محفوظ رہے گا"۔

قبروں پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، **لَاَنْ یَّجْلِسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَۃٍ فَتُحْرِقُ ثِیَابَہٗ فَتَخْلُصَ اِلٰی جِلْدِہٖ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ** ۶ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی ایک انگارے پر بیٹھے جس سے اُس کے کپڑے جل جائیں تو وہ آگ اُس کے جسم پر پہنچ جائے، تو یہ بہتر ہے اس سے کہ کوئی شخص کسی کی قبر پر بیٹھے"۔ کیونکہ قبر پر بیٹھنے میں میت کی تذلیل ہے، قبر کو روندنا نہیں چاہئے اور اِس صورت میں گویا قبر کی عزت کرنے کا حکم ہے۔ ۷

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَاَنْ اَمْشِیَ عَلٰی جَمْرَۃٍ اَوْ سَیْفٍ اَوْ اَخْصِفَ نَعْلِیْ بِرِجْلِیْ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اَمْشِیَ عَلٰی قَبْرِ مُسْلِمٍ وَمَا اُبَالِیْ اَوْسَطَ الْقُبُوْرِ قَضَیْتُ حَاجَتِیْ اَوْ وَسَطَ السُّوْقِ** ۸ انگارے پر چلنا یا تلوار پر چلنا یا اپنا جوتا پاؤں سے ٹانکنا (یعنی بہت تکلیف اُٹھاؤں کیونکہ پاؤں سے جوتا ٹانکنا مشکل ہے) یہ مجھے زیادہ پسند ہے، اِس سے کہ ایک مسلمان کی قبر پر چلوں اور پرواہ نہیں رکھتا، یہ مجھے پسند ہے، اِس بات سے کہ قبر پر یا بازار کے درمیان میں پیشاب یا پاخانہ کروں"۔ (مطلب یہ ہے کہ بازار میں لوگوں کی شرم کی وجہ سے کسی طرح بول و براز نہیں کرتا، پس ایسا ہی مُردوں سے شرم کرنی چاہئے)۔ یہ بات اُمت کی تعلیم کے لئے فرمائی۔

---

۶ ابن ماجہ ص ۱۱۳، مسند احمد جلد ۲ ص ۵۲۸۔ ۳۱۱، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۹، نسائی جلد ۱ ص ۲۸۷، مشکوٰۃ ص ۱۴۸ مسلم حدیث نمبر ۹۷۱، ابو داؤد حدیث نمبر ۳۲۲۸ مرقاۃ جلد ۴ ص ۱۵۷۔

۷ حاشیہ ابن ماجہ جلد ۱ ص ۶۷۷ (مترجم وحید الزماں غیر مقلد)۔ ۸ الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۷۴، ابن ماجہ ص ۱۱۳۔

قبروں پر بیٹھنے اور نماز پڑھنے کی ممانعت:

حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَيْهَا ⁹ ''قبروں پر نہ بیٹھا کرو اور نہ ہی اُن کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو''۔

حضرت ابو عثمان نہدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

حضرت ابو عثمان نہدی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے:

اِنَّ ابْنَ سَاسٍ خَرَجَ فِیْ جَنَازَةٍ فِیْ یَوْمٍ وَعَلَیْهِ ثِیَابٌ خِفَافٌ فَانْتَهٰی اِلٰی قَبْرٍ، قَالَ: فَصَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ اتَّکَأْتُ عَلَیْهِ فَوَاللّٰهِ اِنَّ قَلْبِیْ لَیَقْظَانُ، اِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ الْقَبْرِ: اِلَیْکَ عَنِّیْ لَا تُؤْذِنِیْ فَاِنَّکُمْ قَوْمٌ تَعْمَلُوْنَ وَلَا تَعْلَمُوْنَ وَ نَحْنُ قَوْمٌ نَّعْلَمُ وَلَا نَعْمَلُ وَلَاَنْ یَّکُوْنَ لِیْ مِثْلُ رَکْعَتَیْکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ کَذَا وَکَذَا فَهٰذَا قَدْ عَلِمَ بِاتِّکَاءِ الرَّجُلِ عَلَی الْقَبْرِ وَبِصَلَاتِهٖ ⁹ᵃ

''ایک روز (حضرت) ابن ساس (رحمہ اللہ تعالیٰ) ایک جنازے کے ساتھ تھے معمولی کپڑے پہن رکھے تھے' فرماتے ہیں کہ میں نے ایک قبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھی پھر میں اُس سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اللہ کی قسم میرا دل بیدار تھا۔ قبر سے آواز آئی یہاں سے ہٹ جاؤ' مجھے دُکھ نہ دو۔ تم لوگوں کو عمل کا موقع حاصل ہے مگر یہاں کے حالات سے بے خبر ہو اور ہمیں حالات سے آگاہی ہے مگر عمل سے مجبور ہیں مجھے تمہاری جیسی دو رکعتیں فلاں فلاں چیز سے زیادہ پیاری ہیں''۔

ابن قیم جوزی لکھتے ہیں:

---

⁹ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۴، مسلم جلد ۱ ص ۳۱۲، ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۳، مسند احمد جلد ۴ ص ۱۳۵۔ ۲۸۷، مشکوٰۃ ص ۱۴۸، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۷۵ نسائی حدیث نمبر ۷۶۰۔ ⁹ᵃ درمنثور جلد ۵ ص ۳۹' شرح الصدور ص ۱۰۹۔

"دیکھ اِس قبر والے کو معلوم ہو گیا کہ کوئی شخص اُس کی قبر سے ٹیک لگائے ہوئے ہے اور اُس کی نماز کا بھی علم ہو گیا"۔

قبرستان میں جوتا اُتارنا:

حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' ایک مرتبہ میں رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا کہ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابنِ خصاصیہ! تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف سے کس چیز کو ناپسند کرتے ہو۔ حالانکہ تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ چل رہے ہو؟۔ (یعنی اُس نے تمہیں اتنی بڑی نعمت عطا فرمائی ہے) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی کسی بات کو ناپسند نہیں کرتا۔ اُس نے مجھے ہر ایک بھلائی عطا فرمائی ہے۔ پھر آپ ﷺ مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے گزرے اور فرمایا: اِن لوگوں نے بہت بھلائی کو پایا (کہ زندہ رہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے رسولِ کریم ﷺ کو پایا اور اُن پر ایمان لائے) اور مشرکوں کی قبروں سے گزرے تو فرمایا یہ لوگ بڑی بھلائی سے پہلے ہی گزر گئے (یعنی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا وقت نہ پایا) **فَرَاٰی رَجُلًا یَمْشِیْ بَیْنَ الْمَقَابِرِ فِیْ نَعْلَیْهِ فَقَالَ یَا صَاحِبَ السِّبْتِیَتَیْنِ اَلْقِهِمَا** [۱۰] "پھر آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک شخص جوتے پہنے قبروں میں چل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے جوتوں والے اپنی جوتیاں اُتار دے"۔

جوتیاں اُتار کر پھینک دیں:

حضرت بشیر رضی اللہ عنہ جن کا نام دورِ جاہلیت میں زحم بن معبد تھا آپ ﷺ نے اُن سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا' زحم بن معبد' تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم بشیر ہو تو اُس وقت سے اُن کا نام "بشیر" پڑ گیا۔ فرماتے ہیں، میں رسول

[۱۰] ابن ماجہ ص ۱۱۳، کنز العمال حدیث نمبر ۴۲۶۸۶، نسائی جلد ۱ ص ۲۸۸۔

WWW.SEEDHARASTA.COM

کریم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو جوتے پہنے ہوئے قبروں کے بیچ جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **یَا صَاحِبَ السِّبْتِیَّتَیْنِ وَیُحَکَ اَلْقِ سِبْتَیْکَ فَنَظَرَ فَلَمَّا عَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ خَلَعَ نَعْلَیْهِ فَرَمٰی بِھِمَا** [۱] ''اے جوتیوں والے! تجھ پر افسوس ہے اپنی جوتیاں اُتار۔ اُس نے دیکھا اور رسول اللہ ﷺ کو پہچانا، اُسی وقت اپنی جوتیاں اُتاریں اور پھینک دیں۔'' (یعنی پاؤں سے جوتے اُتار دیئے اور قبروں کے بیچ ننگے پاؤں چلنے لگا)

سوال: قبرستان میں جوتی پہن کر جانا اور چارپائی پر سونا اور گھوڑا باندھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: قبروں پر چلنے کی ممانعت ہے جبکہ جوتا پہننا' سخت توہینِ اموات مسلمین ہے۔ ہاں جو قدیم راستہ قبرستان میں ہو جس میں قبر نہیں' اس میں چلنا جائز ہے اگرچہ جوتا پہنے ہو۔ قبروں پر گھوڑے باندھنا' چارپائی بچھانا' سونا' اور بیٹھنا سب حرام ہے۔

عذابِ قبر سے بچانے والی چیزیں:

''حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ ایک دن حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''آج رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے کہ ایک شخص کی روح قبض کرنے کے لئے ملک الموت تشریف لائے مگر اُس (مرنے والے) کا ماں باپ کی اطاعت کرنا سامنے آگیا اور وہ بچ گیا اور ایک شخص پر عذاب چھا گیا لیکن اُس کے وضو نے اُسے بچا لیا۔ ایک شخص کو شیاطین نے گھیر لیا مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر نے اُسے بچا لیا۔ ایک شخص کو عذاب کے فرشتوں نے گھیر لیا، اُسے نماز نے بچا لیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ پیاس کی شدت سے زبان نکالے ہوئے تھا اور ایک حوض پر پانی پینے جاتا تھا مگر لوٹا دیا جاتا تھا کہ اتنے میں اُس کے روزے آگئے اور اُس کو سیراب کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا، کہ انبیاء کرام علیہم

---

[۱] ابوداؤد جلد۲ ص۱۰۴، ابن ماجہ ص۱۱۳، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۴ ص۸۰۔

السلام حلقے بنائے بیٹھے تھے، وہ اُن کے پاس جانا چاہتا تھا لیکن دھتکار دیا جاتا تھا کہ اتنے میں اُس کا غسلِ جنابت آیا اور اُس کو میرے پاس بٹھا دیا ایک شخص کو دیکھا کہ اُس کے ہر طرف تاریکی ہی تاریکی تھی تو اُس کا حج وعمرہ آ گیا اور اُس کو منور کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں سے گفتگو کرنا چاہتا ہے لیکن کوئی اُس کو منہ نہیں لگاتا، تو صلۂ رحمی آ کر مومنین سے کہتا ہے کہ تم اِس سے کلام کرو۔ ایک شخص کے جسم اور چہرے کی طرف آگ بڑھ رہی ہے اور وہ اپنے ہاتھ سے بچا رہا ہے تو اُس کا صدقہ آ گیا اور اُس کو بچا لیا ایک شخص کو زبانیہ (خاص قسم کا فرشتہ) نے چاروں طرف سے گھیر لیا لیکن اُس کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر آیا اور اُسے بچا لیا اور رحمت کے فرشتوں کے حوالے کر دیا۔ ایک شخص کو دیکھا جو گھٹنوں کے بل بیٹھا ہے، لیکن اُس کے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے درمیان حجاب ہے مگر اُس کا حُسنِ خلق آیا اور بچا لیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے ملا دیا۔ ایک شخص کو اُس کا صحیفہ بائیں طرف سے دیا گیا تو اُس کا اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرنا آ گیا اور اُس کا صحیفہ سیدھے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ ایک شخص کا وزن ہلکا رہا، مگر اُس کا سخاوت کرنا آ گیا اور نیکیوں کا وزن بڑھ گیا۔ ایک شخص جہنم کے کنارے پر کھڑا تھا، لیکن اللہ (تبارک وتعالیٰ) سے ڈرنا آ گیا اور وہ بچ گیا۔ ایک شخص جہنم میں گر گیا لیکن اُس کے وہ آنسو آ گئے جو اُس نے خشیتِ الٰہی میں بہائے تھے اور وہ بچ گیا۔ ایک شخص پل صراط پر کھڑا تھا اور ٹہنی کی طرح لرز رہا تھا، لیکن اُس کا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ حُسنِ ظن آیا اور اُسے بچا لیا اور وہ پل صراط سے گزر گیا۔ ایک شخص جنت کے دروازے تک پہنچ گیا، لیکن جنت کا دروازہ بند ہو گیا تو توحید کی شہادت آئی اور دروازہ کھل گیا اور وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ کچھ لوگوں کے ہونٹ کاٹے جا رہے تھے۔ میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ تو اُنہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں کے درمیان چغل خوری کرنے والے ہیں۔ کچھ لوگوں کو اُن کی زبان سے لٹکا دیا گیا تھا۔ میں نے (حضرت) جبریل (علیہ السلام) سے اُن کے بارے میں پوچھا تو

اُنہوں نے بتایا کہ یہ لوگ بے گناہ لوگوں پر الزام لگانے والے ہیں۔ حضرت علامہ قرطبی علیہ الرحمہ سے مروی یہ حدیث پاک بہت عظیم ہے۔ اِس میں ایسے مخصوص اَعمال کا ذکر کیا گیا ہے جو خاص آفات سے محفوظ رکھیں گے''۔ ١٢؎

زیارتِ قبور:

زیارتِ قبور کے بارے میں اُمّت کا اتفاق ہے کہ قبروں کی زیارت سُنّت ہے کیونکہ اِس سے زائر کو اپنی موت یاد آتی ہے جس سے دل میں نرمی، دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ آنکھوں میں آنسو آتے ہیں۔ میّت اپنے زائر کو دیکھتی ہے اور اُن کا کلام سنتی ہے۔

اجازتِ زیارتِ قبور:

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَاَمْسِكُوْا مَا بَدَالَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَآءٍ فَاشْرَبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا ١٣؎

''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا، اَب تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔ میں نے تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا، اَب جب تک چاہو رکھو (اور کھاؤ)۔ میں نے تمہیں شراب کے برتنوں (کو استعمال کرنے سے) منع فرمایا تھا، اَب (ان برتنوں کو استعمال کرو اور) اِن میں (پانی) پیا کرو لیکن نشہ کی چیز نہ پینا''۔

١٢؎ مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۷۹، شرح الصدور ص ۱۷۸، کنز العمال حدیث نمبر ۴۳۵۹۲، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۲۵ ص ۲۸۱، کتاب الروح ابن قیم ص ۱۱۰۔ ١٣؎ مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵۹، مسلم جلد ۱ ص ۳۱۴، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۱۳۰۱ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۶ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۶۹۸، نسائی حدیث نمبر ۳۰۳۲، مسند احمد جلد ۱ ص ۱۴۵۔

قبروں کی زیارت سے موت یاد آتی ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّھَا تُذَکِّرُ الْمَوْتَ [۱۴] ''قبروں کی زیارت کیا کرو یہ موت کی یاد دلاتی ہیں''۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: کُنْتُ نَھَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا فَاِنَّھَا تُزَھِّدُ فِی الدُّنْیَا وَتُذَکِّرُ الْاٰخِرَۃَ [۱۵] ''میں تمہیں زیارتِ قبور سے منع کیا کرتا تھا، اَب اِن کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد پیدا کرتی ہیں''۔

جمعۃ المبارک کے دن زیارتِ قبور:

حضرت محمد بن نعمان تابعی علیہ الرحمہ سے روایت ہے، وہ اِس حدیث شریف کو نبی کریم ﷺ سے مرفوع بیان کرتے ہیں، فرمایا: مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْہِ اَوْ اَحَدِھِمَا فِیْ کُلِّ جُمُعَۃٍ غُفِرَلَہٗ وَکُتِبَ بَرًّا [۱۶] ''جو اپنے ماں باپ یا اُن میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعۃ المبارک کو زیارت کیا کرے گا تو اُس کی بخشش کی جائے گی اور وہ بھلائی کرنے والوں میں لکھا جائے گا''۔

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا روضہ اَنور کی زیارت کرنا:

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کُنْتُ اَدْخُلُ

---

[۱۴] مسلم جلد ۱ ص ۳۱۲، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۳۲۔۵۳۱، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۵۷۔ ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۷۲ نسائی حدیث نمبر ۲۰۳۴ ابوداؤد حدیث نمبر ۳۲۳۴
مسند احمد جلد ۲ ص ۴۴۱۔ [۱۵] ابن ماجہ ص ۱۱۴، مشکوٰۃ ص ۱۵۴، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۳۳۔۵۳۱، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۳۵۸۔۳۵۷۔ [۱۶] مشکوٰۃ ص ۱۵۴، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۵۹۔

بَيْتِیَ الَّذِیْ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنِّیْ وَاضِعٌ ثَوْبِیْ وَاَقُوْلُ اِنَّمَا هُوَ زَوْجِیْ وَاَبِیْ فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللّٰهِ مَادَخَلْتُهٗ وَاَنَا مَشْدُوْدَةٌ عَلَیَّ ثِيَابِیْ حَيَاءً مِنْ عُمَرَ ؎۱

''میں اپنے گھر میں جس میں رسولِ کریم ﷺ مدفون ہیں، چادر اُتارے چلی جاتی تھی اور کہتی تھی ایک میرے (عظیم الشان شوہر) ہیں اور دوسرے میرے والد (گرامی) ہیں پھر جب (حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) دفن ہوئے تو اللہ کی قسم (امیر المومنین حضرت سیّدنا) عمر (رضی اللہ عنہ) سے شرم کے باعث بغیر کپڑا لپیٹے اُس گھر میں نہ گئی''۔

(۱) اِس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ میت کا بعد وفات بھی احترام چاہیے۔

(۲) غیر محرم بزرگوں کی قبور کا احترام اور اُن سے شرم وحیاء چاہیے۔

(۳) قبر کے اندر سے مَیّت باہر والوں کو دیکھتی ہے۔

(۴) اُنہیں جانتی پہچانتی ہے۔

(۵) قبر کی مٹی اور تختے وغیرہ میّت کی آنکھوں کے لیے حجاب نہیں بن سکتے لیکن زائر کا لباس اُن کے جسم کے لیے آڑ ہے۔ لہٰذا میت کو زائر ننگا نہیں دکھائی دیتا۔ یہ قانونِ قدرت ہے۔

اگر قبر گھر میں ہو یا عورت حج یا کسی سفرِ جائز کے لیے گئی ہو اور راہ میں کوئی قبر ملی اُس کی زیارت کر لی بشرطیکہ جزع وفزع وتجدید حزن وبکا ونوحہ وافراط وتفریطِ اَدب وغیرہا منکراتِ شرعیہ سے خالی ہو۔ (فتاوٰی رضویہ شریف جلد۹ص ۵۶۲)

راستہ میں واقع قبر کی زیارت:

حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت عبدالرحمان بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما حبشی کے مقام پر فوت ہوئے۔ اُنہیں مکہ مکرمہ لایا گیا، وہاں اُنہیں دفن کیا گیا۔ ایک مرتبہ اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی

؎۱ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۷۱۲، رواہ مسند احمد، مرقاۃ جلد۴ص ۲۲۲۔ فتاوٰی رضویہ جلد۹ص ۵۶۲۔

اللہ عنہا حضرت عبدالرحمان بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کی قبر کے پاس سے گذریں تو اپنے بھائی حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کی اور یہ دو بیت پڑھیں:

(۱) وَكُنَّا كَنَدْمَانَيْ جَذِيْمَةَ حِقْبَةً
مِنَ الدَّهْرِ حَتّٰى قِيْلَ: لَنْ يَّتَصَدَّعَا
(۲) فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا كَأَنِّيْ وَمَالِكًا
لِطُوْلِ اجْتِمَاعٍ لَمْ نَبِتْ لَيْلَةً مَعًا

ثُمَّ قَالَتْ: وَاللّٰهِ لَوْ حَضَرْتُكَ مَادُفِنْتَ اِلَّا حَيْثُ مُتَّ لَوْ شَهِدْتُكَ مَازُرْتُكَ [۱۸]

(۱) ہم دونوں ایسے (بہن بھائی) تھے جیسے بادشاہ جزیمہ کے دو ہم نشین کہ ایک ساتھ رہے برسوں زمانے میں یہاں تک کہ لوگ کہتے تھے کبھی جدا نہ ہوں گے۔

(۲) پھر ہم دونوں جدا جدا ہوگئے تو گویا کہ میں اور مالک باوصف مدتوں ساتھ رہنے کے ایسا معلوم ہو کہ گویا ایک رات بھی ساتھ نہ رہے۔

پھر اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم اگر میں (اُس وقت تیرے پاس) ہوتی تو تم کو وہیں دفن کرواتی جہاں تم مرے تھے اور اگر میں تمہیں موت کے وقت دیکھ لیتی تو اب کبھی قبر پر نہ آتی"۔

(۱) اِس سے مسئلہ معلوم ہوا اگر راستے میں کسی عزیز کی قبر آجائے تو عورت اُس کی زیارت کر سکتی ہے۔

(۲) اِس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے بہن بھائی جن کی مرتے وقت زیارت نہ کی گئی ہو اُن کے مرنے کے بعد عورت اُن کی قبر کی ایک بار زیارت کر سکتی ہے۔

عورتوں کا جنازے کے ساتھ جانا ممنوع ہے:

بحرالرائق جس میں ہے کہ اَلْاَصَحُّ اَنَّ الرُّخْصَةَ ثَابِتَةٌ لَّهُمَا

[۱۸] جامع ترمذی حدیث نمبر ۱۰۵۵، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۳۔

”صحیح یہ ہے کہ رخصت مردوں عورتوں دونوں کے لیے ثابت ہے۔اُسی میں ہے۔

لَا یَنبَغِیْ لِلنِّسَآءِ اَنْ یَخرُ جْنَ فِی الْجَنَازَۃِ لِاَنَّ النَّبِیَّ ﷺ نَہَا ھُنَّ عَنْ ذٰلِکَ وَقَالَ الْفَرْضُنَ مَازُوْرَاتٍ غَیْرَ مَاجُوْرَاتٍ [۱۹]

”عورتوں کو جنازے کے ساتھ نہیں جانا چاہیے۔ اِس لیے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اُن کے لیے اِس کی ممانعت فرمائی ہے اور اِرشاد فرمایا ہے کہ اگر جائیں گی تو ثواب سے خالی جبکہ گناہ سے بھاری ہوکر پلٹیں گی“۔

اِتباع جنازہ جو کہ فرض کفایہ ہے جب اُس کے لیے عورتوں کا نکلنا ناجائز ہوا تو زیارتِ قبور جو کہ صرف مستحب ہے اُس کے لیے نکلنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

ردّالمحتار وفتح الخالق میں ہے:۔

”اگر یہ زیارت غم تازہ کرنے اور رونے چلانے کے لیے ہو جیسا کہ عورتوں کی عادت ہے تو ناجائز ہے اور اِسی پر یہ حدیث شریف محمول ہے: لَعَنَ اللّٰہُ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ ”اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی لعنت اُن عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں۔“ اور اگر عبرت حاصل کرنے روئے بغیر رحم کھانے اور قبورِ صالحین سے برکت لینے کے لیے ہو تو جماعت مسجد کی حاضری کی طرح بوڑھیوں کے لیے حرج نہیں اور جوانوں کے لیے مکروہ ہے“۔ [۲۰]

شروع اِسلام میں زیارتِ قبور مردوں‘ عورتوں سب کو ممنوع تھی کیونکہ لوگ اِسلام میں نئے نئے داخل ہوئے تھے۔اندیشہ تھا کہ بُت پرستی کے عادی ہونے کی وجہ سے اَب قبروں کی پوجا نہ شروع کر دیں۔ جب اُن میں اِسلام راسخ ہوگیا تو یہ ممانعت منسوخ کردی گئی۔

اَلْاِذْنُ فِیْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ لِلرِّجَالِ عِنْدَ عَامَّۃِ اَھْلِ الْعِلْمِ وَ اَمَّا

---

[۱۹] فتاویٰ رضویہ جلد۹ص ۵۶۳‘ بحوالہ بحرالرّائق (کتاب الجنائز) ایچ۔ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی جلد۲ص ۱۹۰۔ [۲۰] فتاویٰ رضویہ جلد۹ص ۵۶۳‘ بحوالہ ردّالمختار (مطلب فی زیارۃ القبور) ادارہ الطباعۃ المصریہ مصر جلد۱ص ۶۰۸۱۔

النِّسَآءِ فَقَدْ رَوٰی اَبُوْهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَعَنَ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ ۲۱ قَالَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ اِنَّ هٰذَا كَانَ قَبْلَ اَنْ يُّرَخِّصَ فِيْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَلَمَّا رَخَّصَ عَمَّتِ الرُّخْصَةُ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَمِنْهُمْ مَنْ كَرِهَ لِلنِّسَاءِ لِقِلَّةِ صَبْرِهِنَّ وَ كَثْرَةِ جَزْعِهِنَّ ۲۲

''مردوں کو خاص طور پر زیارتِ قبور کی اِجازت فرمائی گئی ہے اور عام طور پر عورتوں کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو قبروں کی زیارت کے لیے جائیں''۔ بعض اہلِ علم نے فرمایا ہے یہ زیارتِ قبور کی رُخصت دینے سے قبل کا حکم ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رُخصت عنایت فرمادی تو مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی رُخصت ہوگئی بعض علماء نے کہا نہیں بلکہ عورتوں کو زیارتِ قبور مکروہ ہے اِس لیے کہ اِن کو صبر کم ہوتا ہے اور جزع فزع' رونا چیخنا چلانا بہت ہوتا ہے۔''

حضرت اِمام قاضی علیہ الرحمہ سے استفتاء ہوا کہ عورتوں کا مقابر کو جانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا: ایسی جگہ جواز وعدم جواز نہیں پوچھتے۔ یہ پوچھو کہ اُس میں عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے۔ جب عورت گھر سے قبور کی طرف چلنے کا اِرادہ کرتی ہے تو اللہ (عزوجل) اور اُس کے فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے۔ جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو تمام اطراف سے شیطان اُسے گھیر لیتا ہے' جب قبر تک پہنچتی ہے تو میّت کی روح اُس پر لعنت کرتی ہے اور جب واپس آتی ہے تو اللہ (عزوجل) کی لعنت میں ہوتی ہے''۔ ۲۳

عورت کے لیے گھر سے نکلنے کی وجوہات:

دُرِّ مختار میں ہے:۔

۲۱ شرح السنۃ جلد۳ص ۳۰۲' مرقاۃ جلد۴ص ۲۱۴' نسائی حدیث نمبر۲۰۴۳' جامع ترمذی جلد۱ص ۲۰۳' مسند احمد جلد۲ص ۴۴۲' ابن ماجہ حدیث نمبر۱۵۷۵' مشکوٰۃ حدیث نمبر۱۷۷۰' مرقاۃ جلد۴ص ۲۲۲۔

۲۲ بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد۹ص ۵۵۰۔ ۲۳ غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی (فصل فی الجنائز) ص ۵۹۵ سہیل اکیڈمی لاہور۔

عورت اپنے گھر سے نہ نکلے مگر اپنے حق کے لیے یا اپنے اوپر کسی کے حق کے لیے یا ہر جمعۃ المبارک میں ایک بار والدین کی زیارت کے لیے یا سال میں ایک بار دیگر محارم کی ملاقات کے لیے یا اِس وجہ سے کہ وہ دایہ ہے یا میّت کو نہلانے والی ہے (حج بھی اِسی حکم میں ہے) اِن کے علاوہ صورتوں میں نہ نکلے اگر شوہر نے اِجازت دی تو دونوں گنہگار ہوں گے"۔ [۲۴]

عورتوں کا زیارتِ قبور کرنا:

اِمام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:۔

"میں سوائے حاضری روضۂ انور کہ جو واجب یا قریبِ واجب ہے' مزاراتِ اولیاء یا دیگر قبور کی زیارت کو عورتوں کا جانا باتباع غنیہ علامہ محقق ابراہیم حلبی علیہ الرحمہ ہرگز پسند نہیں کرتا۔ خصوصاً اِس طوفان بدتمیزی' رقص و مزامیر و سرود میں جو آج کل جہال نے اوراعراس طیبہ میں برپا کر رکھا ہے۔ اس کی شرکت تو میں مردوں عوام الناس کو بھی پسند نہیں کرتا چہ جائیکہ کہ عورتوں کے لیے جو نازک شیشیاں ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد۹ ص ۵۴۱)۔

قبرانور پر چہرہ رکھنا:

اَقْبَلَ مِرْوَانُ يَوْمًا فَوَجَدَ رَجُلاً وَاضِعًا وَجْهَهٗ عَلَى الْقَبْرِ فَاَخَذَ مِرْوَانُ بِرَقْبَتِهٖ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَدْرِیْ مَاتَصْنَعُ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ نَعَمْ اِنِّیْ لَمْ اٰتِ الْحَجَرَ اِنَّمَا جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ اٰتِ الْحَجَر [۲۵] سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ لَا تَبْكُوْا عَلَى الدِّيْنِ

[۲۴] فتاویٰ رضویہ جلد۹ ص ۵۶۱' بحوالہ درمختار کتاب النکاح (باب المہر) مطبع مجتبائی دہلی جلد ۱ ص ۲۰۲۔

[۲۵] مجمع الزوائد جلد۵ ص ۲۴۵' مستدرک حاکم جلد۴ حدیث نمبر ۵۱۵ ص ۵۶۰' مسند احمد جلد۵ ص ۴۲۲' فتاویٰ رضویہ جلد۹ ص ۵۴۔

اِذَا وَلِیَهُ اَهْلُهُ وَلٰکِنْ اَبْکُوْا عَلَی الدِّیْنِ اِذَا وَلِیَهُ غَیْرُ اَهْلِهٖ ؁۲۶

''مروان نے اپنے زمانۂ تسلط میں ایک صاحب کو دیکھا کہ (حضور نبی کریم ﷺ کی) قبر (انور) پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہیں۔ مروان نے اُن کی گردن مبارک پکڑ کر کہا' جانتے ہو یہ کیا کر رہے ہو؟ اِس پر اُس صاحب نے اُس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ہاں' میں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا' میں تو رسول اللہ ﷺ کے حضور حاضر ہوا ہوں۔ میں اینٹ پتھر کے پاس نہیں آیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے' دین پر نہ روؤ' جب اِس کا اہل اُس پر والی ہو۔ ہاں' اُس وقت دین پر روؤ جبکہ نااہل والی ہو''۔

یہ صحابی حضرت سیّدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ تعظیم قبر اور روحِ مطہر میں فرق نہ کرنا مروان کی جہالت ہے۔ وہ لوگ مروان کا ترکہ ہیں جو زیارتِ قبور اور احترام قبور اور تعظیم روحِ مطہر کا شعور نہیں رکھتے۔ تعظیم قبر سے جُدا ہو کر تعظیم روح کریم کی برکت لینا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سُنّت ہے اور اہلِ سُنّت و جماعت کو اِن کی میراث ملی ہے۔ وللہ الحمد (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۳۲۱)۔

زیارتِ قبور کے وقت کیا کہیں؟

۱۔ اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، رسولِ کریم ﷺ رات کے آخری حصہ میں جنت البقیع تشریف لے جاتے اور اِن دُعائیہ کلمات سے اہلِ قبور کو نوازتے: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاَتَاکُمْ مَاتُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ ؁۲۷

''اے مومن قوم کے گھر والو! تم پر سلام ہو، تم سے جس چیز کا وعدہ تھا وہ

؁۲۶ مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۲۴۵' کنز العمال جلد ۶ ص ۸۸' حدیث نمبر ۱۴۹۶۷' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۴ ص ۱۵۸ حدیث نمبر ۳۹۹۹' مسند احمد جلد ۵ ص ۴۲۲' فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۲۱ (چھاپہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)۔ ؁۲۷ مشکوٰۃ ص ۱۵۴' مسلم جلد ۱ ص ۳۱۱' شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۶۔

تمہیں مل گئی۔کل کی تمہیں مہلت دی ہوئی ہے اور اِنشاءاللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔اے اللہ (جل جلالک) بقیع غرقد والوں کو بخش دے''۔

۲۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں یعنی ہمیں سکھاتے تھے کہ جب قبروں پر جائیں تو یوں کہیں: اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْاَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَةَ ۲۸

''اے مومنین اور مسلمانوں کے گھر والو! تم پر سلام ہو انشاءاللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ہم اللہ (عزوجل) سے اپنے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں''۔ شرح السنۃ میں ''لَاحِقُوْنَ کے بعد اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ'' کے الفاظ بھی ہیں۔۲۹ (یعنی تم ہمارے پیش خیمہ ہو)

۳۔ اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: میں نے ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر میں نہ پایا، تلاش کے بعد دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں: اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَاِنَّا بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَھُمْ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَھُمْ ۳۰

''سلام ہو تم پر اے گھر والو! جو مومنین ہیں تم ہمارے پیش خیمہ ہو اور ہم تم سے ملنے والے ہیں۔اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہمیں اِن کے ثواب سے محروم نہ کر اور اِن کے بعد ہمیں آزمائش میں مت ڈالنا''۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں قبروں کے پاس سے گزرے تو اُن کی طرف اپنا رخِ انور فرمایا اور فرمانے لگے: اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ

۲۸ مشکوٰۃ ص ۱۵۴، مسلم جلد ا ص ۳۱۴، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۵۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۹، ابن ماجہ ص ۱۱۲۔ ۲۹ شرح السنۃ جلد ۳ ص ۳۰۴۔ ۳۰ ابن ماجہ ص ۱۱۲۔

وَاَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ ؎۳۱

"اے قبروں والو! تم پر سلام ہو۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہماری اور تمہاری بخشش فرمائے تم ہمارے اگلے ہو (یعنی پہلے جانے والے ہو) ہم تمہارے پچھلے ہیں (یعنی تمہارے بعد میں آنے والے ہیں)۔

۵۔ اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، میں نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں زیارتِ قبور میں کیا کہا کروں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (زیارت قبور کے وقت) یوں کہا کرو کہ

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَهْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ یَرْحَمُ اللّٰهُ وَالْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ؎۳۲

"مومنوں مسلمانوں کے گھر والوں کو سلام ہو اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہمارے اگلے پچھلوں پر رحم فرمائے اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں"۔

مردوں کا اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچاننا:

ابن ابی الدنیا نے "کتاب القبور" میں اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے' آپ فرماتی ہیں' رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: مَا مِنْ رَجُلٍ یَزُوْرُ قَبْرَ اَخِیْهِ وَ یَجْلِسُ عِنْدَهُ اِلَّا اسْتَأْنَسَ وَرَدَّ عَلَیْهِ حَتّٰی یَقُوْمَ ؎۳۳ "جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی قبر کی زیارت پر پہنچتا ہے تو وہ اُس سے اُنس حاصل کرتا ہے اور اُس کی باتوں کا جواب دیتا ہے"۔

؎۳۱ مشکوٰۃ ص ۱۵۴، ترمذی جلد ا ص ۲۰۳۔ ؎۳۲ مسلم جلد ا ص ۳۱۴، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۷۹، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۶۰، مصنف عبدالرزاق جلد ۳ ص ۵۷۵۔۵۷۴۔ ؎۳۳ شرح الصدور ص ۱۹۶' کتاب الروح لابن قیم الجوزی ص ۱۴۵۔

(۲) ابنِ ابی الدنیا اور امام بیہقی رحمہما اللہ تعالیٰ نے الشعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے: **اِذَا مَرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرٍ يَعْرِفُهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ وَ عَرَفَهُ وَ اِذَا مَرَّ بِقَبْرٍ لَا يَعْرِفُهُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ** ۳۴؎ ''جب کوئی مسلمان اپنے متعارف شخص کی قبر پر سے گزرتا ہے اور اُس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا اُس کو جواب دیتا ہے نیز اُسے پہچان کر سلام کرتا ہے اور اگر ایسی قبر پر سے گزرتا ہے جس کو نہیں پہچانتا مگر اُس کو سلام کرتا ہے تو قبر والا اُسے بھی جواب دیتا ہے۔ نیز ابنِ ابی الدنیا سے ''کتاب القبور'' میں یہ روایت بیان کی ہے' اور ابنِ عبداللہ علیہ الرحمہ نے ''کتاب الاستذکار'' میں اور ''تمہید'' میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہی روایت بیان کی ہے۔ ابنِ قیم الجوزی نے ''کتاب الروح'' میں لکھا ہے۔

ابنِ عبدالبر علیہ الرحمہ سے روایت ہے' یہ بات رسولِ کریم ﷺ سے ثابت ہے' آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُرُّ عَلٰى قَبْرِ اَخِيْهِ كَانَ يَعْرِفُهُ فِي الدُّنْيَا فَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ رُوْحَهُ حَتّٰى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ ۳۵؎

''جو مسلمان کسی ایسے مسلمان کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جسے وہ زندگی میں جانتا تھا اور اُس پر سلام کرتا ہے تو اللہ (تبارک وتعالیٰ) اُس کی روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اُس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے''۔

صاحبِ مشکوٰۃ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا واقعہ بحوالہ صحیح مسلم ''کتاب الجنائز'' کے باب ''**دَفْنُ الْمَيِّتِ**'' کی تیسری فصل میں نقل فرمایا ہے' فرماتے ہیں: حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اُنھوں نے اپنے فرزند سے بحالتِ موت فرمایا: **اِذَا اَنَا مِتُّ فَلَا تَصْحَبْنِيْ نَائِحَةٌ وَّلَا نَارٌ فَاِذَا**

۳۴؎ شرح الصدور ص ۱۹۶' کتاب الروح ص ۱۴۔ ۳۵؎ کتاب الروح ص ۵' ابن کثیر جلد ۳ ص ۴۷۵۔

دَفَنتُمُونِیْ فَشُنُّوا عَلَیَّ التُّرَابَ شَنًّا ثُمَّ اَقِیمُوا حَوْلَ قَبرِیْ قَدرَمَا یُنحَرُ جَزُورٌ وَ یُقسَمُ لَحمُهَا حَتّٰی اَستَانِسَ بِکُمْ وَ اَعْلَمَ مَاذَا اُرَاجِعُ بِهٖ رُسُلَ رَبِّیْ؟'' ؎۳٦

''جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ نہ کوئی نوحہ کرنے والی جائے اور نہ آگ، جب تم مجھے دفن کرلو تو مجھ پر مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے اردگرد اس قدر یعنی اُتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر اُونٹ ذبح کر کے اُس کا گوشت تقسیم کیا جائے تاکہ تم سے مجھے اُنس ہو اور جان لوں کہ میں رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں؟''۔

دفن کے متعلق مسائل:

ایک یہ کہ قبر پر مٹی آہستگی سے ڈالی جائے، کیونکہ ''شن'' آہستہ مٹی ڈالنے کو کہتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ دفن کے بعد قبر کے آس پاس حلقہ باندھ کر کھڑے ہونا سُنّت ہے۔ تیسرے صاحبِ قبر حاضرین کو جانتا پہچانتا ہے اور اُن کی موجودگی میں اُس کی وحشتِ قبر دور ہوتی ہے، اُنس حاصل ہوتا ہے۔ چوتھے یہ کہ حاضرین کا میّت کو بعد دفن تلقین کرنا یعنی کلمہ، تکبیر یا تسبیح سنا کر اُسے سوالاتِ نکیرین کے جوابات بتانا سُنّت ہے۔

مرنے کے بعد کلام:

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

ان کا نسب یوں ہے: زید بن ثابت بن ضحاک بن حارثہ بن ثعلبہ انہی کو ابن خارجہ خزرجی انصاری (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں۔ یہ ابن مندہ نے ''ذکر الصحابہ'' میں بیان کیا ہے لیکن ٹھیک یہ ہے کہ زید بن خارجہ بن ابی زبیر الانصاری الخزرجی (رضی اللہ عنہ) ہیں''۔

شَهِدَ بَدْرًا تُوُفِّیَ فِیْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَهُوَ الَّذِیْ تَکَلَّمَ

؎۳٦ مشکوٰۃ ص ۱۴۹، مرآۃ جلد ۲ ص ۴۹۷، مسلم جلد ۱ ص ۷۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۹۸، کتاب الروح ص ۱۱۔

بَعْدَالْمَوْتِ قَالَهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ وَ ابْنُ عَبْدِالْبَرِّ وَ قِيْلَ بَلْ هُوَ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدٍ وَالْاَوَّلُ اَصَحُّ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

''بدر میں شامل ہوئے اور (امیر المؤمنین حضرت سیّدنا) عثمان (ذوالنورین رضی اللہ عنہ) کی خلافت میں وفات پائی۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے وفات کے بعد بھی گفتگو کی ہے جیسا کہ ابو نعیم اور ابن عبدالبر (رحمہما اللہ تعالیٰ) نے لکھا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بعد مرگ کلام کرنے والے خارجہ بن زید (رضی اللہ عنہ) تھے مگر قولِ اوّل صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

محولہ بالا واقعہ ابنِ تیمیہ صاحب کے شاگرد ابنِ قیم الجوزی نے اپنی کتاب ''جلاء الافہام'' میں لکھا ہے۔ جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۱ (چھاپہ دار الکتب العلمیۃ بیروت) جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۴ (چھاپہ مکتبۃ المتنبی القاہرہ) جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۱ (المکتبۃ النوریہ الرضویہ بالجامعہ البغدادی گلبرگ فیصل آباد) کتاب تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۳۵۳ (چھاپہ دار الفکر بیروت)

مذکورہ بالا روایت کا ترجمہ: قاضی محمد سلیمان منصور پوری صاحب غیر مقلد کی ترجمہ شدہ کتاب ''الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام'' ص ۱۵ (چھاپہ ادارہ ضیاء الحدیث مدنی روڈ مصطفیٰ آباد لاہور) سے من وعن پیش کیا گیا ہے۔

☆☆☆

☆☆

☆

ضمیمہ از فتاویٰ رضویہ شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علٰی رسولہ الکریم

سوال: جب بزرگوں کے مزار پر جائیں تو فاتحہ کس طرح سے پڑھا کریں اور فاتحہ میں کون کون سی چیزیں پڑھا کریں؟ [۱]

جواب: مزارات شریفہ پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر مواجہہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز کے ساتھ باادب سلام عرض کرے۔ السلام علیک یا سیّدی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ دُرود شریف تین بار، الحمد شریف ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار، سورۂ اخلاص سات بار، پھر درود شریف سات بار اور وقت فرصت دے تو سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزّ وجل سے دُعا کرے کہ الٰہی! اِس قرأت پر مجھے اِتنا ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہے، نہ اُتنا جو میرے عمل کے قابل ہے اور اُسے میری طرف سے اِس بندۂ مقبول کو نذر پہنچا۔ پھر اپنا جو مطلب جائز شرعی ہو اُس کے لیے دُعا کرے اور صاحبِ مزار کی روح کو اللہ عزّ وجل کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے، پھر اُسی طرح سلام کر کے واپس آئے۔ مزار کو نہ ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے اور طواف بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا قبر پر جانے سے مُردہ کو معلوم ہوتا ہے کہ میرا کوئی عزیز آیا یا کوئی شخص آیا، یا نہیں معلوم ہوتا اور زندہ کو مُردہ کی قبر پر جانے سے مُردہ کو کسی قسم کی تکلیف یا راحت ہوتی ہے یا نہیں، اور وہ کچھ پڑھ کر ثواب بخشے تو مُردہ کو علم ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: قبر پر جو کوئی جائے مُردہ دیکھتا ہے اور جو کچھ کلام کرے وہ سنتا ہے اور جو ثواب پہنچائے مُردہ کو پہنچتا ہے، اگر کوئی عزیز یا دوست جائے تو اُس کے جانے سے مُردہ کو راحت اور فرحت ملتی ہے جیسے دُنیا میں۔ یہ سب مضامین صحاح اَحادیث میں وارد ہیں۔ [۲]

[۱،۲] فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۲۲ (چھاپہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)۔

سوال: زید کسی عزیز کی قبر پر ہر روز جاتا تھا پھر جانا بند کردیا، مسئلہ یہ دریافت طلب ہے کہ اُس مردہ کو زید کے آنے اور جانے سے کسی قسم کی تکلیف یا راحت ہوتی تھی یا نہیں؟

جواب: اس کا جواب سوال سابق میں آ گیا' بے شک اعزّہ و احباب کے جانے سے اموات کو فرحت ہوتی ہے اور دیر لگانے سے اُن کا انتظار رہتا ہے۔

سوال: کیا ماں باپ کی قبروں کی زیارت کرنا بعد نمازِ فجر افضل ہے یا بعد نمازِ عصر یا مغرب؟ اور بعد نمازِ مغرب زیارت کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب: زیارت ہر وقت جائز ہے، مگر شب میں تنہا قبرستان نہ جانا چاہئے اور زیارت کا افضل وقت روزِ جمعہ بعد نمازِ صبح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال: زید قبرستان میں جا کر اس طرح پر فاتحہ پڑھتا ہے کہ اوّل قبرستان کے دروازے پر کھڑے ہو کر تمام اہلِ قبور کی اَرواح کو ثواب بخشتا ہے پھر اپنے کسی عزیزِ خاص یا کسی اہل اللہ کی قبر پر کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھ کر ایک ایک کو جدا جُدا ثواب بخشتا ہے تو کیا جُدا جُدا قبر پر کھڑے ہو کر پڑھنے سے اُس کے عزیز جیسے والدین و بھائی بہن وغیرہ کو کچھ ثواب یا فرحت بہ نسبتِ دیگر اہلِ قبور کے زیادہ ہوگا یا نہیں؟ اور اِس جُدا جُدا قبر پر جانے سے والدین کا حق اور ولی کا مرتبہ ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: بلاشبہہ اِس صورت میں جس جس کے لئے جُدا فاتحہ پڑھے گا اُسے ثواب زائد پہنچے گا اور فرحت زیادہ ہوگی اور والدین و اعزّہ کی قبر پر جدا جُدا جانے سے اُنس حاصل ہوگا جیسے حیات میں۔ اور ولی کے مزار پر جدا حاضر ہونے میں اُس کی خاص تعظیم ہے جو ایک عام بات میں شامل کرنے سے نہیں ہوسکتی۔ زید کا یہ فعل بہت احسن ہے' مگر اِس کا لحاظ لازم ہے کہ جس قبر کے پاس بالخصوص جانا چاہتا ہے اُس تک قدیم راستہ ہو، اگر قبروں پر سے ہو کر جانا پڑے تو اِجازت نہیں۔ سرِ راہ دُور کھڑے ہو کر ایک قبر کی طرف متوجہ ہو کر ایصالِ ثواب کردے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: زیارتِ قبور کے وقت قرآنِ مجید پڑھ کر بخشنے والے کو بھی کچھ ثواب ملے گا یا نہیں کیونکہ زید کہتا ہے کہ بخش چکے تو پھر ہمارے پاس کیا رہ گیا، آیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے **هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ** ؎۳ تو کیا احسان کا بدلہ احسان بھی جاتا رہا۔

جواب: زید غلط کہتا ہے وہ دُنیا کی حالت پر قیاس کرتا ہے کہ ایک چیز دوسرے کو دے دیں تو اپنے پاس ہی نہ رہے۔ وہاں کی باتیں یہاں کے قیاس پر نہیں، صحیح حدیث میں فرمایا گیا کہ جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے اُن کی رُوحیں شاد ہوں اور یہ اُن کے ساتھ نیکوکار لکھا جائے اور دونوں کو پورے حج کا ثواب ملے اور اُس کے ثواب سے کچھ کم نہ ہو۔ اس کی نظیر دُنیا میں علم ہے کہ جتنا تقسیم کیجئے اوروں کو ملتا ہے اور اپنے پاس سے کچھ نہیں گھٹتا بلکہ بڑھ جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا قبرستان میں کلام شریف یا پنج سورہ قبر کے نزدیک بیٹھ کر تلاوت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قبر کے پاس تلاوت زبانی یا دیکھ کر ہر طرح جائز ہے جبکہ لوجہ اللہ ہو اور قبر پر نہ بیٹھے، نہ کسی قبر پر پاؤں رکھ کر وہاں پہنچنا ہو اور اگر بغیر اِس کے وہاں تک نہ جا سکے تو قبر کے نزدیک تلاوت کے لیے جانا حرام ہے بلکہ کنارے ہی سے جہاں تک بغیر کسی قبر کو روندے جا سکتا ہے، تلاوت کرے۔

دُرِ مختار میں ہے:۔

ترجمہ: ''قبرستان کے اندر ایسے راستے پر چلنا ممنوع ہے جس کے بارے میں گمان ہو کہ وہ نیا بنالیا گیا ہے یہاں تک کہ جب اپنی میّت کی قبر تک کسی دوسری قبر کو پامال کیے بغیر نہ پہنچ سکتا ہو تو وہاں تک جانا ترک کرے۔ رات کو دفن کرنا اور قبر کے پاس تلاوت کرنے والوں کو بٹھانا مکروہ نہیں'' ؎۴ یہی مختار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

؎۳ الرحمٰن: ۶۰ ؎۴ درمختار باب الصلوٰۃ الجنائز جلد ا ص ۱۲۶۔

سوال: کیا قبر پر سبزی یا پھول یا اگر بتی رکھنا، جلانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قبر پر سبزی پھول ڈالنا اچھا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

قبروں پر گلاب وغیرہ کے پھول رکھنا اچھا ہے۔ ردالمحتار میں ہے:۔ ''پھول جب تک تر رہتا ہے اللہ (عزوجل) کی تسبیح کر کے میّت کا دل بہلاتا ہے اور اللہ (عزوجل) کے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ اِس بات سے اور حدیث پاک کے اتباع کے لحاظ سے اِس کا مندوب ہونا اخذ ہوتا ہے۔ اِسی پر اِس کا قیاس بھی ہوگا جو ہمارے زمانے میں آس وغیرہ کی شاخیں رکھنے کا دستور ہے۔ [٥]

اگر بتی قبر کے اوپر رکھ کر نہ جلائی جائے کہ اِس میں سوءِ اَدب اور بدفالی ہے۔ عالمگیری میں ہے: سَقْفُ الْقَبْرِ حَقُّ الْمَيِّتِ [٦] (قبر کی چھت حقِ میّت ہے)۔ ہاں قریب قبر خالی زمین پر رکھ کر سلگائیں کہ خوشبو ہے۔

سوال: بوسۂ قبر کا کیا حکم ہے؟

جواب: بعض علماء اِجازت دیتے ہیں اور بعض روایات بھی نقل کرتے ہیں ''کشف الغطاء'' میں ہے:

(ترجمہ) کفایۃ الشعبی میں قبرِ والدین کو بوسہ دینے کے بارے میں ایک اثر نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اِس صورت میں کوئی حرج نہیں اور شیخ بزرگ نے بھی شرح مشکوٰۃ میں بعض آثار میں اس کے وارد ہونے کا اِشارہ کیا اور اِس پر کوئی حرج نہیں۔ [٧]

مگر جمہور علماء مکروہ جانتے ہیں تو اِس سے احتراز ہی چاہیے۔ ''اشعۃ اللمعات'' میں ہے: مسح نہ کند قبر را بدست و بوسہ نہ دہد آں را۔ [٨] قبر کو ہاتھ نہ لگائے، نہ ہی بوسہ دے۔

مدارج النبوۃ میں ہے۔

---

[٥] ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ادارۃ الطباعۃ المصریۃ مصر ۱/۲۰۱۔ [٦] فتاویٰ ہندیۃ جلد۵ ص ۳۵۱ (نورانی کتب خانہ پشاور)۔ [٧] کشف الغطاء (فتاویٰ رضویہ جلد۹ ص ۵۲۶)۔ [٨] اشعۃ اللمعات باب زیارۃ القبور مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۷۱۶۔

(ترجمہ) قبرِ والدین کو بوسہ دینے کے بارے میں ایک روایت حضرت امام بیہقی علیہ الرحمہ ذکر کرتے ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ ناجائز ہے۔ [۹] واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: قبر کا طواف کرنا کیسا ہے؟

جواب: بعض علماء نے اِجازت دی "مجمع البرکات" میں ہے: گردِ قبر تین بار طواف کر سکتا ہے۔ [۱۰] مگر راجح یہ کہ ممنوع ہے۔ مولانا علی قاری علیہ الرحمہ "منسک متوسط" میں تحریر فرماتے ہیں: **اَلطَّوَافُ مِنْ مُّخْتَصَّاتِ الْكَعْبَةِ الْمُنِيفَةِ فَيُحَرَّمُ حَوْلَ قُبُوْرِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْاَوْلِيَآءِ** [۱۱] طواف کعبہ کی خصوصیات سے ہے تو انبیاء و اولیاء کی قبروں کے گرد حرام ہوگا۔ (ت) مگر اِسے مطلقاً شرک ٹھہرا دینا جیسا کہ طائفہ وہابیہ کا مزعوم ہے محض باطل وغلط اور شریعتِ مطہرہ پر افتراء ہے۔

سوال: قبر کس قدر بلند کرنی جائز ہے؟

جواب: ایک بالشت یا کچھ زائد۔ **فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ يُسَنَّمُ قَدْرَ شِبْرٍ** [۱۲] **فِيْ رَدِّ الْمُحْتَارِ اَوْ اَكْثَرَ شَيْئًا قَلِيْلًا بَدَائِعُ** [۱۳] ایک بالشت کی مقدار کوہان کی طرح بنادی جائے (درمختار) یا کچھ زیادہ کردی جائے، بدائع۔

حلیہ میں ہے:

تَحْمِلُ الْكَرَاهَةَ عَلَى الزِّيَادَةِ الْفَاحِشَةِ وَ عَدَمُهَا عَلَى الْقَلِيْلَةِ الْمُبْلِغَةِ لَهٗ مِقْدَارُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اَوْمَا فَوْقَهٗ قَلِيْلًا. [۱۴] **واللہ تعالیٰ اعلم۔**

"کراہت بہت زیادہ اُونچی کرنے پر محمول ہے اور عدمِ کراہت قلیل زیادتی پر جو ایک بالشت کی مقدار ہو یا اس سے کچھ زائد"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا پیر مرشد کے مزار کا طواف کرنا اور مزار اور مزار کی چوکھٹ کو بوسہ دینا اور

---

[۹] مدارج النبوۃ ذکر نماز گزاردن آنحضرت ﷺ خلف ابوبکر الخ مکتبہ نوریہ رضویہ جلد۲ ص۴۲۴۔

[۱۰] مجمع البرکات۔ [۱۱] منسک متوسط مع ارشاد الساری دارالکتب العربی بیروت ص۳۴۲۔ [۱۲] درمختار باب صلوٰۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱/۱۲۵۔ [۱۳] ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ادارۃ الطباعۃ المصریۃ مصر ۱/۶۰۱۔ [۱۴] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی۔

آنکھوں سے لگانا اور مزار سے اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹ کے ہاتھ باندھے ہوئے واپس آنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مزار کا طواف کہ محض بہ نیتِ تعظیم کیا جائے ناجائز ہے کہ تعظیم بالطواف مخصوص بخانہ کعبہ ہے۔ مزار کو بوسہ دینا نہ چاہیے۔ علماء اس میں مختلف ہیں اور بہتر ہے بچنا اور اسی میں اَدب زیادہ ہے۔ آستانہ بوسی میں حرج نہیں اور آنکھوں سے لگانا بھی جائز کہ اس سے شرع میں ممانعت نہ آئی اور جس چیز کو شرع نے منع نہ فرمایا ہو منع نہیں ہوسکتی قال اللہ تعالٰی اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۱۵؎ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حکم نہیں مگر اللہ کا)۔ ہاتھ باندھے اُلٹے پاؤں واپس آنا ایک طرزِ اَدب ہے اور جس اَدب سے شرع نے منع نہ فرمایا ہو اُس میں حرج نہیں۔ ہاں اگر اس میں اپنی یا دوسرے کی ایذا کا اندیشہ ہو تو اُس سے احتراز کیا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: مزاراتِ اولیائے کرام علیہم رحمۃ المنعام کے چومنے کو کفر یا شرک کہنا کیسا ہے؟

جواب: فی الواقع بوسۂ قبر میں علماء مختلف ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک امر ہے جو دو چیزوں داعی و مانع کے درمیان دائر، داعی محبت ہے اور مانع اَدب تو جسے غلبۂ محبت ہو اُس پر مواخذہ نہیں کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے اور عوام کے لیے منع ہی احوط ہے۔ ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مزارِ اکابر سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے کھڑا ہو، پھر تقبیل کی کیا سبیل؟ (یعنی چومنا کیسے ہوسکتا ہے؟) عالمِ مدینہ علامہ سیّد نورالدین سمہودی قدس اللہ سرہٗ ''خلاصۃ الوفاء شریف'' میں جدارِ مزارِ انور کے چھونے وچومنے وطواف سے ممانعت کے اقوال نقل کرکے فرماتے ہیں:

(ترجمہ) یعنی ''حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کے صاحبزادہ امام عبداللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے باپ سے پوچھا کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کو چھوئے اور بوسہ دے اور ثوابِ الٰہی کی اُمید پر ایسا ہی قبر شریف کے ساتھ کرے،

۱۵؎ یوسف: ۴۰۔

فرمایا، اِس میں کچھ حرج نہیں''۔ [۱۶]

سیّد قدس سرہٗ فرماتے ہیں: [۱۷] اِمام احمد نے یہ حدیث بسندِ حسن روایت فرمائی نیز فرماتے ہیں: ابنِ عساکر نے بسندِ صحیح ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ شام کو چلے گئے تھے ایک رات خواب دیکھا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے فرماتے ہیں: اے بلال! یہ کیا جفا ہے کیا وہ وقت نہ آیا کہ ہماری زیارت کو حاضر ہو؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ غمگین اور ڈرتے ہوئے جاگے اور بقصدِ زیارتِ اقدس سوار ہوئے۔ مزارِ پُرانوار پر حاضر ہوکر رونا شروع کیا اور منہ قبر شریف پر ملتے تھے۔ [۱۸] حضرت اِمام حافظ عبدالغنی علیہ الرحمہ وغیرہ اکابر فرماتے ہیں۔ یعنی زیارتِ اقدس کے لیے شدالرحال کرنے میں (یعنی سفر کے لئے کجھاوے باندھنے میں) ہم فقط خواب پر اعتماد نہیں کرتے بلکہ اِس پر کہ حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے یہ عمل کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بکثرت موجود تھے اور اُنہیں معلوم ہوا اور کسی نے اِس پر انکار نہیں فرمایا۔ [۱۹]

عالم مدینہ (سیّد نورالدین سمہودی علیہ الرحمہ) فرماتے ہیں:۔

ترجمہ: ''خطیب بن حملہ علیہ الرحمہ نے ذکر کیا کہ حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ نے قبرِ اَنور پر اپنے دونوں رخسار رکھے اور حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما اپنا داہنا ہاتھ اُس پر رکھتے۔ پھر کہا شک نہیں کہ محبت میں استغراق اِس میں اذن پر باعث ہوتا ہے اور اِس سے مقصود تعظیم ہے اور لوگوں کے مرتبے مختلف ہیں جیسے زندگی میں تو کوئی بے اختیارانہ اِس کی طرف سبقت کرتا ہے اور کسی میں تحمل ہے وہ پیچھے رہتا ہے۔ اور ''ابن ابی الصیف علیہ الرحمہ'' اور ''اِمام محبّ طبری علیہ الرحمہ'' سے نقل کیا کہ مزاراتِ اولیاء کو بوسہ دینا جائز ہے اور اسمٰعیل تیمی علیہ الرحمہ سے نقل کیا کہ المنکدر تابعی علیہ الرحمہ کو ایک

---

[۱۶] وفاء الوفا الفصل الرابع فی آداب الزیارۃ والمجاورۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۴/۴۔
[۱۷] وفاء الوفا الفصل الثانی فی بقیۃ ادلۃ الزیارۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۳۵۹/۴۔ [۱۸] وفاء الوفا الفصل الثانی فی بقیۃ ادلۃ الزیارۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۳۵۶/۴۔ [۱۹] وفاء الوفا الفصل الثانی فی بقیۃ ادلۃ الزیارۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۳۵۷/۴۔

مرض لاحق ہوتا کہ کلام دشوار ہوجاتا وہ کھڑے ہوتے اور اپنا رخسارہ قبرِ انور سیّدِ اطہر ﷺ پر رکھتے، کسی نے اس پر اعتراض کیا، فرمایا میں نبی ﷺ کے مزارِ اقدس سے شفاء حاصل کرتا ہوں''۔ ؎۲۰

علامہ شیخ عبدالقادر فاکہی مکی رحمہ اللہ تعالیٰ کتابِ مستطاب ''حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسل'' میں فرماتے ہیں:

(ترجمہ) ''خلوت میں جہاں اِس کا اندیشہ نہ ہو کہ کسی جاہل کا وہم اِس کے سبب کسی ناجائز شرعی کی طرف جائے گا ایسے وقت بارگاہِ اقدس کی مٹی اور آستانہ پر اپنا منہ اور رخسارہ اور داڑھی رگڑنا مستحب اور مستحسن ہے جس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا مگر اِس کے لیے جس کی نیت اچھی ہو اور افراطِ شوق اور غلبۂ محبت اُسے اِس پر باعث ہو''۔ ؎۲۱ پھر فرماتے ہیں:

(ترجمہ): ''علاوہ بریں میں تجھے یہاں ایک ایسا تحفہ دیتا ہوں جس سے معنی تجھ پر ظاہر ہوجائیں وہ یہ کہ امام اجل تقی الملۃ والدین سبکی دارالحدیث کے اس بچھونے پر جس پر اِمام نووی قدس اللہ سرہ العزیز قدمِ مبارک رکھتے تھے، اُن کے قدم کی برکت لیتے اور اُن کی زیارت تعظیم کے شہرہ دینے کو اپنا چہرہ اُس پر ملا کرتے تھے جیسا کہ خود فرماتے ہیں کہ دارالحدیث میں ایک لطیف معنی ہیں جن کے ظاہر کرنے کا مجھے عشق ہے کہ شاید میرا چہرہ پہنچ جائے اُس جگہ پر جس کو قدمِ نووی نے چھوا تھا۔ اور ہمارے شیخ تاج العارفین اِمامِ سُنّت خاتمۃ المجتہدین آستانہ بیت الحرام حطیم شریف پر جہاں حضرت سیّدنا اسمٰعیل علیہ السلام کا مزارِ کریم ہے، اپنا چہرہ اور داڑھی ملا کرتے تھے''۔ ؎۲۲

بالجملہ یہ کوئی امر ایسا نہیں جس پر انکار واجب کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اور جملہ آئمہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے ثابت ہے تو اس پر شورش کی کوئی وجہ نہیں۔ اگرچہ ہمارے نزدیک عوام کو اس

؎۲۰ وفا الوفاء الفصل الرابع فی آداب الزیارۃ والمجاورۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۶/۴۔

؎۲۱ حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسل (بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۹ ص ۵۳۱)۔ ؎۲۲ حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسل۔

سے بچنے ہی میں احتیاط ہے۔

امام علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی ''حدیقۂ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ'' میں فرماتے ہیں:

(ترجمہ): ''جب کسی مسئلہ کا ہمارے مذہب یا دیگر ائمہ کے مذہب پر جواز نکل سکتا ہو تو وہ ایسا گناہ نہیں کہ اُس پر انکار اور اُس سے منع کرنا واجب ہو، ہاں گناہ وہ ہے کہ اُس کے حرام ہونے اور اُس کے منع ہونے پر اجماع ہو''۔[۲۳] واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا قبروں کا بوسہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ زیارتِ قبور کی نشست و برخاست کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: قبروں کا بوسہ لینا نہ چاہیے۔ زیارتِ قبرِ میّت کے مواجہ میں کھڑے ہوکر ہو اور اُس کی پائنتی کی طرف سے جائے کہ اُس کی نگاہ کے سامنے ہو، سرہانے سے نہ آئے کہ اُسے سر اُٹھا کر دیکھنا پڑے، سلام و ایصالِ ثواب کے لیے اگر دیر کرنا چاہتا ہے۔ رُو بقبر بیٹھ جائے اور پڑھتا رہے، یا ولی کا مزار ہے تو اُس سے فیض لے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال: کیا قبورِ شہداء یا اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ پر جاکر اور قبر شریف ہی پر مالیدہ یا شیرینی مع پھول وغیرہ نیاز کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب: قبورِ مسلمین کی زیارت سُنّت اور مزاراتِ اولیاءِ کرام و شہداء رحمہم اللہ تعالیٰ کی حاضری سعادت بر سعادت اور اُنہیں ایصالِ ثواب مندوب و ثواب۔ اور مالیدہ و شیرینی خصوصیاتِ عرفیہ میں اگر وجوب نہ جانے حرج نہیں اور قبر پر لے جانے کی نہ ضرورت نہ اِس میں معصیت۔ ہاں اُسے شرعاً لازم جانے بغیر اُس کے فاتحہ کا قبول نہ سمجھے تو یہ اعتقاد فاسد ہے، اِس اعتقاد سے احتراز لازم ہے۔ قبورِ مسلمین خصوصاً قبورِ اولیاء پر پھول چڑھانا حسن ہے، عالمگیری وغیرہ میں اِس کی تصریح فرمائی مگر شیرینی وغیرہ جو اِس قسم کی چیزیں لے جائے اس کو قبر پر نہ رکھے۔ یہ ممنوع ہے۔

سوال: جس شہید یا ولی اللہ کے مزار کا حال ہم کو معلوم نہیں ہے کہ آیا کسی کا مزار ہے

---

[۲۳] حدیقۂ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ نوع ۱۳۳ الکلام فی حال الخطبۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۲/۳۰۹۔

یا نہیں؟ اور اگر ہے تو کس کا ہے؟ مرد اہلِ اسلام، یہودی یا نصاریٰ یا عورت یہود یا نصاریٰ یا مسلمان کا تو اِس مزار پر فاتحہ پڑھنا بطریق مذکور نیاز وغیرہ کرنا کیسا ہے، چاہیے یا نہیں؟

جواب: جس قبر کا یہ بھی حال معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان کی ہے یا کافر کی، اُس کی زیارت کرنی، فاتحہ دینی ہرگز جائز نہیں مسلمان کی قبر کی زیارت سنت ہے اور فاتحہ مستحب اور قبرِ کافر کی زیارت حرام اور اُسے ایصالِ ثواب کا قصد کفر۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ** ۲۴ ''اُس کی قبر پر کھڑے بھی نہ ہونا۔'' اور فرمایا: **وَمَالَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ خَلَاقٍ** ۲۵ ''اُس کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔'' اور فرمایا: **اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَھُمَا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ** ۲۶ ''بیشک اللہ (عزوجل) نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا''۔ تو جو امر سُنّت و حرام مستحب و کفر میں متردد ہو وہ ضرور ممنوع و حرام ہے۔

سوال: کسی ولی اللہ یا شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزار شریف پر پھول یا کپڑے کی چادر منّت مان کر چڑھانا کیسا ہے، چاہیے یا نہیں؟

جواب: یہ منّت کوئی شرعی نہیں'' اِس لیے کہ اِس کی جنس سے کوئی واجب نہیں''۔ ہاں پھول چڑھانا حسن ہے کما تقدم (جیسا) کہ گزر چکا۔ اور قبورِ اولیائے کرام قدس اللہ باسرارہم پر چادر بقصد تبریک ڈالنا مستحسن ہے۔ **قال اللہ تعالیٰ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ** ..... ۲۷ ''وہ اِس سے زیادہ قریب ہے کہ پہچان ہو جائے تو اُنہیں ایذا نہ دی جائے''۔

اِمام عارف باللہ علامہ سیّدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے ''کشف النور عن اصحاب القبور'' ۲۸ میں اِس کی تصریح فرمائی، پھر علامہ شامی علیہ الرحمہ نے ''عقود الدریہ'' میں اِسے نقل کیا اور مقرر رکھا۔

۲۴ التوبہ:۸۴۔ ۲۵ البقرہ:۲۰۰۔۱۰۲۔ ۲۶ الاعراف:۵۰۔ ۲۷ الاحزاب:۵۹۔ ۲۸ کشف النور عن اصحاب القبور مع الحدیقۃ الندیۃ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ص۱۴۔

سوال: شیخ نے مرید کو وصیت کی تھی کہ میری قبر کا کل سامانِ روشنی وقرآن خوانی ولنگر خانہ عرس وغیرہ کا تم انتظام کرنا۔ چنانچہ مرید نے بموجب وصیت تمام انتظام کیا۔ کل اخراجات کا متکفل ہوا۔ اب سوال یہ ہے کہ جولوگ چادر و شیرینی و نقد و جنس مزار پر چڑھاتے ہیں وہ کس کا حق ہے؟ اُس مرید کا جس نے یہ سب سامان اوراخراجات کئے اور جو خادم ہے یا وہ فرزندِ شیخ کا؟

جواب: چادر جو مزار پر ڈالی جائے وہ کسی کا حق نہیں، نہ اُس مرید خادمِ مزار کا، نہ فرزندِ صاحبِ مزار کا، نہ وہ وقف ہو بلکہ وہ ڈالنے والے کی مِلک پر رہتی ہے، جیسے کفن کہ تبرعاً کسی نے میّت کو دیا۔ درمختار میں ہے: **لَا یَخْرُجُ الْکَفَنُ عَنْ مِلْکِ الْمُتَبَرِّعِ** [29] ''کفن تبرع کرنے والے (بطور احسان دینے والے) کی مِلک سے نہیں نکلتا''۔ ردالمحتار میں ہے۔

لَوِ افْتَرَسَ الْمَیِّتُ سَبُعٌ کَانَ لِلْمُتَبَرِّعِ لَا لِلْوَرَثَۃِ [30] ''اگر میّت کو کسی درندے نے کھالیا تو کفن جو رہ گیا وہ تبرع کرنے والے کا ہوگا ورثہ کا نہیں''۔

باقی اور چڑھاوے اگرچہ وہ چادریں ہی ہوں جو مزار پر نہ ڈالیں نہ اُس پر ڈالنے کو دیں بلکہ دیگر نذور کی طرح سمجھیں، اُن میں عرف عام یہ ہے کہ خادمِ مزار ہی اِن کا مالک سمجھا جاتا ہے۔ اِسی قصد سے لوگ لاتے اور اُس کا انتفاع وتصرف دیکھتے، جانتے، روا رکھتے ہیں **وَالْمَعْرُوْفُ کَالْمَشْرُوْطِ** (معروف، مشروط کی طرح ہے)۔ تو وہ خدمت والا ہی اُن کا مالک ہے، ترکہ نہیں کہ فرزند کو جائے اور اِس قسم کے چڑھاوے شرع میں کہیں مطلقاً منع نہیں، نہ یہ نذورِ شرعی، بلکہ عرف ہے کہ اکابر کے حضور جو کچھ لے جاتے ہیں اُسے نذر کہتے ہیں، جیسے بادشاہ کی نذریں گزریں۔ بعض متاخرین نے کہ منع کیا میّت کے لیے منّت ماننے کو منع کیا ہے۔ وہ صورت یہاں عام مواقع میں نہیں، اکثر چڑھاوے منّت ہی نہیں ہوتے، نہ یہ نذر شرعی نذر۔ معہذا امام

---

[29] درمختار باب صلوٰۃ الجنائز مطبع مجتبائی دہلی ۱۲۱/۱۔ [30] ردالمحتار باب صلوٰۃ الجنائز ادارۃ الطباعۃ المصریۃ، مصر ۵۷۱/۱۔